

پسندیدہ فتح پر کوچھ معارف

میر
سید شاہد باشی

MA'ARIF FEATURE

ناگہ دریان: مخدوم نظر غفاران، سید سعیف اللہ حسینی، نوید نون - معاون دریان: غیاث الدین، محمد عبید قادری

ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بُنی ائیریا، کراچی - ۷۵۵۵۰

فون: ۰۳۶۲۳۲۹۸۲۰ - ۰۳۶۲۸۰۹۲۰، فکس: ۰۳۶۲۳۱۰۴۰، ۰۳۶۲۳۲۹۸۲۱ (۹۲-۲۱)،

برنی پا: www.irak.pk، ویب گاہ: irak.pk@gmail.com

- ۱۔ معارف فتح پر ہر ماں کیمپ اور سولہ تاریخوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) دستیاب انی معلومات کا انتساب پیش کیا جاتا ہے جو اسلام سے دوچیں اور ملت اسلامیہ کا دور رکھنے والوں کے خور و فکر کے لئے انہم یا مفہومیتیں۔
- ۲۔ پیش کیا جانے والا لواز میں عاموم بلا تصریح شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطہ نظر، خیال یا معلومات کے انتساب کی وجہ سے ہمارا اتفاق نہیں اس کی ایمیٹ ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی مدلل تردید یا اس سے اختلاف پرچمی لوازم کوئی جگہ دی جا سکتی ہے۔
- ۳۔ معارف فتح پر کوچھ بیان کے لیے مقدم معلومات کے حصول یا ان کے ذریعہ تک رسائی میں آپ کی مدد و کاخ مقدم کیا جائے گا۔
- ۴۔ ہمارے فراہم کروہ لواز کے مزید، لیکن غیر تجارتی ایام کی عام اجادت ہے۔
- ۵۔ معارف فتح پر کوچھ کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تاہم عمليات کی ضرورت بھی رہتی ہے اور عمليات قبول بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک ویسوسچ اکیڈمی کوچھ میں کوچھ میں

قدرتے پر امن طریقے سے اقتدار میں آئے میں، وہ طریقہ چاہے انتساب ہو یاد گئے آئئی طریقے۔

افریقی ممالک کے بنے والے اختران آنے والے رسول میں خط کوئی شکل دیں گے۔ اس خط کے مستقبل کا دار و دار اس بات پر ہو گا کہ یہ حکمران اصلاحات کے نقاب، مقامی جیلنگوں سے جمعتے اور دنیا میں اپنے اثر و رسوخ کو بڑھانے کے لیے کیا اقدامات کرتے ہیں۔ بیلٹ بائس اور حکومی مظاہرے، جو اس خطے میں سیاسی تبدیلوں کی وجہ سنتے ہیں، حکمرانوں کو اپنے وصے پورے کرنے پر مجبور کریں گے۔ گوک امریکا ماضی میں ایشیس کو کی جماعت کرتا رہا ہے تاہم ائمہ افریقی ممالک میں یہ حکمرانوں کے آئے کے بعد امریکا کو لوگوں کی جماعت کرنی چاہیے، جو تبدیلی کے منتظر ہیں۔ افریقی میں اپنی خاطر خواہ سنواری، عسکری اور معاشی دشیت کی وجہ سے امریکا ان حکمرانوں پر خطکی ترقی کے لیے دباؤ وال سکتا ہے۔

ایتھوپیا اور انگولا:

۱۰۔ اکر ز آبادی والے ملک ایتھوپیا نے سب سے زیادہ ذرا مالی تبدیلی کا سامنا کیا۔ ۱۵۰۰ میں ہوتے والے انتخابات

اندر وطنی صفات پر

- طالبان سے مذاکرات کو وہچکا
- سی پیک سے مسلک فلاہی منصوبہ
- کس بزرگ کا خیز دورہ یونگ
- پاکستانی اور چینی اسٹیبلشمنٹ
- قسطنطینی مقتدر و میں قیادت کے لیے چیقاش
- خدا کے نام کا تعلیط استعمال نہ کروا!
- سعودی اور امارتی وزراء نے خارجہ کا دورہ پاکستان

پہلی قسط

افریقا میں جمہوریت کے امرکانات

Emmerson Moangagwa نی فوجی بغاوت کے ذریعے

اقتدار میں آئے۔

Judd Devermont, Jon Temin

صحرا کی افریقا کے ممالک کی آزادی کا سلسہ ۶ دبائیں پہلے شروع ہوا۔ گریٹر سانچھ سالوں میں ان ممالک میں جمہوریت غیر مساوی طریقے سے فرمغ ہاتی رہی۔ سر دنگ کے دوران اکثر افریقی ممالک میں رہس یا امریکی حمایت یافت فوجی حکومیں رہیں۔ بعد ازاں کچھ ممالک میں تو جمہوری نظام نے خاطر خواہ کامیابیاں حاصل کیں، لیکن اکثر ممالک میں جمہوریت قائم کرنے میں ناکام رہے۔ آج افریقا کی صرف ایضہ آبادی ان ممالک میں رہتی ہے جنہیں صحیح معنوں میں آزادی کی جا سکتی ہے۔ تاہم تبدیلی کا عمل جاری ہے۔

۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۲ء کے درمیان اس خطے کے ممالک میں ۹ دفعہ اقتدار ایک حکمران سے دوسرے کو منتقل ہوا۔ تاہم ایسا چیلی بار نہیں ہوا کہ افریقا میں ایک نئی اور پر امید تیادت آئی ہو۔ ۱۹۹۰ء میں سابق یا غیبیوں پر منتقل سیاست دانوں نے خود کو جمہوری مصلح کے طور پر پیش کیا تھا۔ ان سیاست دانوں میں ایسا کوئی نہیں تھا کہ اس کے امیدوار نے اپنے ہی منتخب کر دی کہ فرد کو اقتدار سونپا۔ لیکن آؤٹھے سے زیادہ واقعات میں اپنے شیخ کے امیدوار نے حکمران جماعت کے امیدوار کو مختکست دی۔ ایک اندمازے کے مطابق ۱۹۵۰ء سے ۲۰۱۰ء کے درمیان افریقا میں ۸۷ فوجی بغاوتیں ہوئیں۔ لیکن اب فوجی بغاوتوں کے ذریعے کوئی مجموع کی تبدیلی کے دن گزرا رکھے ہیں۔ ۱۵۰۰ء کے آغاز میں صحرا کی افریقا کے ممالک میں ۳۹ سیاستدان اقتدار میں تھے، تاہم میں ۲۰۱۹ء تک ان میں سے صرف ۲۲ را اقتدار میں موجود تھے۔ تھے آنے والوں میں سے صرف زمبابوے کے

تندیب کا شکار ہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی اپنی جماعت بدعتی اور ظریفی انتکافات کا شکار ہے، جو کہ ملک اصلاحات کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو گی۔ رواں سال جو بی افریقا سامنی نسل میں دو سال کے لیے غیر مستقل رکن بن گیا ہے، اس کے علاوہ ۲۰۲۰ء میں اسے افریقی یونین کی چیزیں منش پہنچنے والی ہے۔ جو بی افریقا 20-G میں واحد افریقی رکن اور South African Development Community کا Ramaphosa سب سے زیاد طاقتور ملک ہے۔ اس کے پاس انسانی حقوق اور جمیعت کے حوالے سے ملک کے خراب ریکارڈ کو درست کرنے کا اچھا موقع ہے اور وہ اس سمت میں کام بھی کر رہے ہیں۔ اگر Ramaphosa کامیاب ہو گئے تو کرنے اور محاذی اصلاحات لانے میں کامیاب ہو جائے تو جو بی افریقا پورے خطے کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اور اگر وہ عالمی پیٹ فارم تک اپنی رسائی پر رہائیں تو جو بی افریقا ۴۵ برس پہلی ایسا کو ختم کرنے کے اپنے تحریکے بولتے مالا مال گلولہ خطے میں طاقت کا مرکز بن سکتا ہے۔ اسی سے دنیا میں بڑاں کے حل کے لیے بھی اپنی خدمات پیش کرتا ہے۔ (۔۔۔ جاری ہے) (ترجمہ: مجید فاروقی)

"Africa's Democratic Moment?"
("Foreign Affairs", July August 2019)

لیقیہ: ایکویں صدی کے ایکس سینق

ایزار حاصل ہے، یا اپنے سائے سے خوفزدہ نہیں ہے۔ اور یہ اپنی غلطیاں تسلیم کرنے میں فراغ دل ہے (بے ہمیاد دعویٰ ہے۔ سورج تکمیر برس ہے۔ سیکولر ازم نے تھج دلی میں تمام نظاموں کو مات ویدی ہے۔ بورپ ہو یا ہندوستان سیکولر قوتین نے مسلمانوں کی زندگی اچجن رکھی ہے۔ با پرو ہمودت اور مساجد کے بینار تک ان سے برداشت نہیں ہے۔) یہ زندگی کے ہر فطری سلسلہ پر پاندی لگانا چاہتے ہیں، اور ہر غیر فطری اور غیر انسانی رو یہ کو فروغ دیا چاہتے ہیں، اور اسے آزادی کا نام دیتے ہیں۔)

میرے نزدیک وہ قید سب سے زیادہ تاثل ہو رہے ہے جو اپنی لاطی کا اعتراف کرے، اور قابل اصلاح ہونا تسلیم کرے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا عقیدہ دنیا کی رہنمائی کرے، تو یہ اسے اہم سوال یہ ہو گا، "دو کیا عظیم نسلی ہے جو تمہارے لفڑی سے سرزد ہوئی؟ کہاں کہاں نسلی ہوئی؟ اگر تم اس محالہ میں صحیحیتیں دکھانے تو میں تم پر ہر دشمن کر سکتا۔" (کتاب: "اکسویں صدی کے ایکس سینق" ترجمہ: تحسیں: ناصر قادری)

پر بھال کے ساتھ تعلقات استوار کر کے ایک جنی مثالان قائم کر رہے ہیں۔ انہوں نے آئی ایک ایف بیچ سے مشروط ہیں الاؤ ای اماد بھی قول کر لی ہے۔ Lawrence اپنے انہی تک میں کی مدد و سیاسی فضماں اور مسائل کی غیر منصاعۃ تقسیم کے خلاف مظاہرے کیے۔ خاطر خواہ سیاسی قدوامات نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت کے وزیر اعظم Hailemariam Desalegn ملک کو بھرمان سے نکالنے میں ناکام رہے اور فروری ۲۰۱۸ء میں مستعفی ہو گئے۔ اس کے بعد بھرمان جماعت نے وزیر اعظم کے لیے Abiy Ahmed کو منتخب کیا۔ Abiy نے تیزی سے بہت جدائی مددان اور ماضی میں نامنکن بھی جانے والی اصلاحات کیلئے۔ انہوں نے بڑاں سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا اور بیلریا کے ساتھ ملک کی سول موافقی پر عائد پابندیاں ختم کیں اور ملک کی سرکاری موافقی کمپنی اور قومی فضائل کمپنی کی بچکاری کا عمل شروع کیا۔

Abiy کے اقدامات نے عام شہریوں میں تو ان کی مقبولیت میں اضافہ کر دیا۔ لیکن ملک کی سیاسی اشرافی کو اتویش میں متلاکر ہے۔ اس اشرافی کی آخربتی تیگر ای نامی اسلامی اتفاق سے ہے۔ یہ اسلامی گروہ ملک کے دفاعی معاملات پر اپنی گرفت رکھتا ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ Abiy کی اصلاحات ان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ Abiy کا کہنا ہے کہ وہ اکتوبر ۲۰۱۸ء میں فوج کی طرف سے مکمل بغاوت کو بھی روک چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آبادی پر حکومت کی مضبوط گرفت کم کرنے سے ملک میں گروہ اور اسلامی کشیدگی اور تشدد کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔

دوسرا جاپن کی ماحول بھی تبدیل ہوا ہے۔ گزشتہ چالیس برسوں سے ملک پر Santos Jose Eduardo Dos Santos کی حکومت تھی، جنہوں نے ملک میں موجود تین سے حاصل ہونے والی آمدی کو اپنے خاندان ان کی دولت میں اشانے کے لیے استعمال کیا۔ ۲۰۱۹ء میں ۳۷ سالہ Jose Eduardo Zuma نے اعلان کیا کہ وہ اگلے سال اقتدار پر چھوڑ دیں گے۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنے جانشین کے طور پر بھرمان جماعت سے تعلق رکھنے والے سابق وزیر دفاع Lawrence کا انتخاب کیا۔ مسند اقتدار پر بیٹھتے ہی Lawrence نے اتحادی میڈیٹس کے ساتھ اقتدار میں آئے۔ تاہم اس کے لیے اپنی بائیس ہازروں کی طرف جھکا کر رکھنے والے افراد کی خوشخبری بھی حاصل کرنی پڑی۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ بغیر کسی معاہدے کے زمین کی خاطلی کے علی کی تہمایت کرتے ہیں۔ یہ وہ اقدام ہے جس کی وجہ سے تحریر ملکی سرمایہ کار ملک میں سرمایہ کاری کرتے ہوئے

میں بھرمان جماعت کے زیر اثر رہا ہے۔ بالآخر Lawrence اور اس کی اپنی جماعت جیت لیں۔ اس تینے نے ملک کے ظاہری کثیر الجماعی سیاسی نظام کی حقیقت واضح کر دی۔ اگلے سال ہزاروں افراد نے سڑکوں پر بھل کر ملک کی مدد و سیاسی فضماں اور مسائل کی غیر منصاعۃ تقسیم کے خلاف مظاہرے کیے۔ خاطر خواہ سیاسی قدوامات نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت کے وزیر اعظم Hailemariam Desalegn ملک کو بھرمان سے نکالنے میں ناکام رہے اور فروری ۲۰۱۸ء میں مستعفی ہو گئے۔ اس کے بعد بھرمان جماعت نے وزیر اعظم کے لیے Abiy Ahmed کو منتخب کیا۔ Abiy نے تیزی سے بہت جدائی مددان اور ماضی میں نامنکن بھی جانے والی اصلاحات کیلئے۔ انہوں نے بڑاں سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا اور بیلریا کے ساتھ ملک کی سول موافقی پر عائد پابندیاں ختم کیں اور ملک کی سرکاری موافقی کمپنی اور قومی فضائل کمپنی کی بچکاری کا عمل شروع کیا۔

معارف فیصلہ

طالبان سے مذاکرات کو دھچکا

مجبب مشعل

نہ بہت سے معاملات پر اختلاف رائے فتح کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ مذاکرات کے حوالے سے امریکا کے مرکزی ایئٹی زدے خلیل زاد نے کچھ ورز ہوئے اعلان کیا تھا کہ سمجھوتے تھی وساداری کو حقیقی بدل دی جا سکتی ہے۔ جس پر افغان حکام نے یہ کہتے ہوئے تحقیقی کی تھی کہ حقیقی استحکام بیان کرنے والے اقدامات حقیقی نہیں ہائے گئے، وحثیخان کیے جانے کے بعد ۲۵ اونٹیں ۵ ہزار امریکی فوجی افغان سرز میں سے رفتہ ہوں گے جبکہ جمیع طور پر ۱۷ ہزار امریکی فوجی ۲۶ ماہ میں مرحلہ وار افغانستان پر چھوڑیں گے۔ اس کے جواب میں طالبان افغان سرز میں پر انسداد و بستہ تحریکی کی تین دہائی کرائیں گے اور یہ بھی کہ نائن ہیون کی سی نویت کا کوئی حل افغان سرز میں سے نہیں یا جائے گا۔ نائن ہیون ای نے افغان جنگل کی راہ ہموار کی تھی۔

افغان حکام کا کہتا ہے کہ مذاکراتی عمل میں افغان حکومت کو بھی شامل کیا جانا چاہیے تھا مگر اس کے جایے امریکیوں نے افغان جیلوں میں ہزاروں طالبان قیدیوں کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے طالبان سے مذاکرات کیے۔ اشرف غنی کی حکومت کے لیے یہ بالکل ناقابل تھوڑا کامل حکومت سے اعلان یا ہے کہ طالبان اور امریکا کے درمیان کسی بھی ڈی میں کوئی صورت قبول کیا جائے گا کہ طالبان جنگ بندی پر آتا ہو۔ اس مرحلے پر طالبان جنگ بندی پر رضامندی ظاہر کرنے کے حوالے سے تدبیب کا شکار ہیں۔ اب تک تندو ہی بات منوئے کے حوالے سے طالبان کا سب سے بڑا تھیار ہے۔ بات چیز کے آخری اور صدر ڈرمپ کی طرف سے کچھ ڈیوڈ کی مذاکرات کا تدبیب کے لیے رضا مندی کا اظہار کر کے افغان صدر نے بہت بڑا جواہر ملیا تھا۔ جو کچھ کچھ ڈی میں سامنے آتا اس کے حوالے سے تو ڈرمپ کے قریب ترین مشیروں کو بھی یہ زیادہ معلوم نہ تھا۔ سینئر حکما مکہ کہنا تھا کہ اشرف غنی جس مشکل صورت حال سے دوچار ہیں، اس میں مذاکرات کی تخفیخ کے اعلان کے بعد افغان حکومت نے طالبان کو موروازرام نہیں کیا۔ اس طور کیا جائے گا۔ یہ واضح نہیں تھا کہ ڈیل کا اعلان کس طور کیا جائے گا۔ دونوں طرف سے طالبان نے اس معاملے کو اوپر بھیجیا ہے بنادیا۔ امریکی صدر کو اگلی انتخابی میم کے لیے افغان جنگ ختم کرنے کے وصے پر عمل کر کے رکھتا ہے۔ وہری طرف طالبان اپنی طاقت برقرار کرنے کے حوالے سے بہت حساس ہیں۔ افغان حکومت کو یہ دکھانا تھا کہ اسے اپنے سب سے بڑے اتحادی اور امداد میں والے ملک کی بھرپور مدد حاصل ہے۔

اوار کو قطر کے دار الحکومت دودھ میں مذاکراتی شیم کے

بیگانی اجلاد کے بعد طالبان نے کہا کہ ”مذاکرات منسوب“ کرنے کے وہ ملک ڈرمپ کے فیصلے کے تبرے تباہ اگر بھلنا ہوں گے تو صرف امریکا کا لٹ۔ ایک بیان میں طالبان نے کہا کہ انہیں اگست کے واختر میں امریکا کے دورے کا وجوہت نامہ موصول ہوا تھا تاہم ایسے کسی بھی دورے سے تتعلق فیصلے کو امریکا سے حقیقی نویت کی قیمت کے بعد تک موقوف رکھا گیا تھا۔ طالبان کے بیان میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی اور بات سے بڑھ کر یہ ہے کہ مذاکرات ختم کرنے کا نقصان صرف امریکا کو پہنچتا ہے۔ اس کی پوزیشن متاثر ہو گئی، دنیا پر واضح ہو جائے گا کہ یہ امریکا ہے جو ان نہیں چاہتا، اور یوں انسانی جانوں اور خزانے کے حوالے سے امریکی لفڑان زیادہ ہو گا۔ اور اس حوالے سے ان کے سیاسی اقدامات غیر معمولی تصور کیے جائیں گے۔ بیان کے مطابق طالبان نے میں سال قبل بھی بات چیز کو ترجیح دی تھی اور اب بھی ان کی پوزیشن بھی ہے۔

مذاکرات سے افغان حکومت کو دور رکھے جانے کے حوالے سے افغان حکومت نے شدید تحفاظات کے باوجود کچھ ڈیوڈ میں سربراہ مذاکرات پر رضامندی ظاہر کردی تھی اور اس کا سبب بظاہر ان کی یہ امید تھی کہ شاید ملک کو شدید غیر تینی صورت حال سے باہر لانے کی کوئی صورت نہیں آئے۔ کچھ ڈیوڈ مذاکرات کے لیے رضا مندی کا اظہار کر کے افغان صدر نے بہت بڑا جواہر ملیا تھا۔ جو کچھ کچھ ڈی میں سامنے آتا اس کے حوالے سے تو ڈرمپ کے قریب ترین مشیروں کو بھی یہ زیادہ معلوم نہ تھا۔ سینئر حکما مکہ کہنا تھا کہ اپنے ڈی میں ایسا کوئی تباہی پر مذکور کرنے کا انتہا ہے۔

طالبان رہنماؤں نے، جو امریکا سے کسی بھی واضح ڈیل سے قبل افغان حکومت سے مذاکرات سے کمکل انتہا ہے۔ کہا ہے کہ امریکا نے ہو تھا دیزیٹشن کی میں ہیں وہ طالبان کو سیاسی خودشی پر مجبور کرنے کی امریکی چال کے سوا کچھ نہیں۔ طالبان کے ایک سینئر لیڈر کا کہنا ہے کہ ہم وعدہ کر پکے ہیں کہ امریکا سے کوئی بھروسہ طے پاجانے کی صورت میں میں افغان بات چیز بھی ہو گی۔ طالبان کے سینئر لیڈر کا کہنا ہے کہ اگر ڈی ملٹی ڈرمپ اور ان کی انتظامیہ کا یہ خالی ہے کہ وہ دلنشیز کی نئی میںگاں میں طالبان اور افغان حکومت کی معاہدہ آرائی ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو ایسا ممکن نہیں، کیونکہ یہ کہا پتل حکومت کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔

امریکی صدر ڈی ملٹی ڈرمپ نے طالبان کے ایک عالیہ حلقہ کوایک سال سے جاری مذاکرات کا مسلمہ ختم کرنے کے کام کا کہنا ہے کہ مذاکرات کی راہ مدد و ہونے کا سب سے ہر اس طالبان کا کسی ڈیل کے لیے امریکی شرکا اور کچھ ڈیوڈ میں سربراہ مذاکرات کے حلقہ کا مظہر کیا جاتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ایک مرحلے پر ایسا لگتا تھا کہ مذاکرات کا میاب ہو گئے ہیں اور اب کوئی ڈیل ہوئی جاہتی ہے مگر پھر اچانک اس بات پر اختلافات روشن ہوئے کہ ڈیل کو حقیقی ملک کس طور پر جائے۔

امریکی صدر نے طالبان سے مذاکرات میں غیر معمولی دلچسپی کا مظہر کیا اور مذکور شدید تقدیر کے باوجود چند ایک امور طے پا گئے تھے۔ ڈرمپ انتظامیہ نے افغانستان کے صدر اشرف غنی اور طالبان کے قائدین کو دلنشیز بلانے کی تیاری بھی شروع کر دی تھی۔ یہ تجویز نیجے عمومی حدائق جات مدداد ہی نہیں، بلکہ ایک خاص حدائق ترپ کا تباہیں کرنے جسکی تھی۔ افغان دمغروی ذراائع کے علاوہ امریکا طالبان بات پیش سے واقف حکام کا کہنا ہے کہ کچھ ڈیوڈ میں صدر کی مذاکرات ہوتی، ہر فریق کی الگ الگ مذاکراتیں ہوتیں اور جو کچھ بھی طے پاتا اس کا اعلان صدر ڈی ملٹی ڈرمپ کرتے۔ اوار کو میںگاں سے پہلے امریکی حکام بعض حل طلب معاملات کو تجزیی سے نہنا چاہتے تھے۔ ان میں قیدیوں کی رہائی کا معاملہ بھی شامل تھا۔

طالبان رہنماؤں نے، جو امریکا سے کسی بھی واضح ڈیل سے قبل افغان حکومت سے مذاکرات سے کمکل انتہا ہے۔ کہا ہے کہ امریکا نے ہو تھا دیزیٹشن کی میں ہیں وہ طالبان کو سیاسی خودشی پر مجبور کرنے کی امریکی چال کے سوا کچھ نہیں۔ طالبان کے ایک سینئر لیڈر کا کہنا ہے کہ ہم وعدہ کر پکے ہیں کہ امریکا سے کوئی بھروسہ طے پاجانے کی صورت میں میں افغان بات چیز بھی ہو گی۔ طالبان کے سینئر لیڈر کا کہنا ہے کہ اگر ڈی ملٹی ڈرمپ اور ان کی انتظامیہ کا یہ خالی ہے کہ وہ دلنشیز کی نئی میںگاں میں طالبان اور افغان حکومت کی معاہدہ آرائی ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو ایسا ممکن نہیں، کیونکہ یہ کہا پتل حکومت کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔

سے مکملہ دل کے باخنوں نیگال بیالا۔ ایک مرحلے پر یہ تاریخ دیا گیا کہ ذیل بس ہونے تی والی ہے اور اب ایسا لگ رہا ہے کہ امریکی خودی ذیل سے دور ہو رہے ہیں۔ اشرف غنی مجہود کی حالت میں انتخابی ہم و یومیہ و تین و رجیل ریزیک محمد و در کے ہوتے تھے ویٹ یوچیٹ کے ذریعے انہوں نے ملک کے مقامات ملتوں میں خطاب پا لائیا۔ اگر امریکا اور طالبان کے درمیان کوئی ذیل طے پا جاتی تو انتخابی عمل کو قدر دے دیکھا ہی لگتا۔

اگر اشرف غنی کیپ ڈیوڈ اجلاس میں شرکت سے انکار کرتے تو انہیں امن خراب کرنے والا قرار دیا جاتا۔ ایک سینئر افغان عہدیدار نے بتایا کہ صدر اشرف غنی نے خودہ مول یا۔ کیپ ڈیوڈ اجلاس ایک حلیف کی مرز میں پر ہونے والا تھا۔ اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا کہ کوئی اس معاہدہ ہو گیا نہیں، اور یہ کہ انتخابات بہتر ماحول میں مکن ہو سکیں گے یا نہیں۔ افغان جمہوریہ کا کہنا ہے کہ گئی ماہ سے افغان حکومت شدید پریشانی کی حالت میں رہی ہے۔ اسے جگہ بھی لڑنی ہے، مذاکرات کی میز پر اپنے لیے جگہ بھی بنائی ہے اور انتخابات کی تاریخوں کو جتنی بھلیکی دیتی ہے۔ اب یہ واضح ہو چکا ہے کہ تندروں کا اور انتخابات ہو کر رہیں گے۔ (ترجمہ: محمد ابراهیم خان)
"Taliban talks hit a wall over deeper disagreements".
(New York Times). Sept. 8, 2019)

لیقیہ: سعودی اور اماریقی وزراء خارجہ کا دورہ پاکستان

امریکی کے بھیرہ احر پر واقع ساحلی شہر ایلات سے سعودی عرب تک پہنچا جائے گی، جوارون کی خلیج قبیہ سے صرف ۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اسرائیلی صدری حدود میں اسال پہلے گیس کے پڑے ذخیرہ ریافت ہوئے تھے ۸۰ فیصد گیس کا کوئی خریدار نہ ملتے پر یہ ذخیرہ بے مصرف چڑے ہیں۔ سعودی عرب سنت بھلی کی بڑھتی مانگ کے لیے اس گیس کا بڑا خریدار بن سکتا ہے۔ پھر اسی راستے جیل پاپ لائن بجا کر سعودی عرب آبائے ہرمز کا خطراں کا راستہ رک کرے یورپی ملکوں کو تسلیم کوئی اور خصوصی راستے سے سپلائی کر سکتا ہے۔ اسرائیلی انتخابی دنیاگ کے بعد فلسطین امن منصوبے کو زیر دستی تھوپ کر اسراہیل سے تعلقات کا جواہ بیدا کیا جاسکے ہے۔ اس پر کام کا شروع کر دیا گیا ہے اور کئی مسلم ممالک مریوط ڈھنگ سے ایک ساتھ اسراہیل توں تسلیم کرنے کا اعلان کر سکتے ہیں۔ اگرچہ امن منصوبے کی کامیابی پر ایک تک شہزادت موجود ہیں لیکن امکانات کا وضع ترجیح شروع کیا جا چکا ہے۔

(ضھون ٹکارہ وہ باریوں میں ہے کہ تجوہ ادا ہے۔ میں اقوای تعلقات بالخصوص شرق اور غرب کے موضوعات پر ہیں۔)۔
(کووال: "اُن تعزیزات کی دلیل ہے۔" ۲۰۱۹ء)

بھی ہو گا، تا جہاں تک ایسے وقت میں ان اہم مذاکرات کے انعقاد کا کریمیت لینا تھا جبکہ خطے کے مالک نے اس کے احتیار کریں گے۔ انہیں اپنی حکومت کی اوپر ترجیح سمجھے جائے والے تمام معاملات کے لیے چارہ بنا تھا۔ ۲۸۔ تجہیز کا صدارتی انتخاب، کامل حکومت کو شریک کرنے کے حوالے سے مذاکرات کے آئندہ اور اداری مکانات میں افغان صدارتی محل میں مشہروں کے اخلاص کے بعد اور وہ میں مذاکرات کے نویں دوڑ کو پیشے کے مراحل میں امریکی، غیر افغان صدارتی محل میں آئے اور کمپ ڈیوڈ میٹنگ کی تجویز پیش کی۔ اشرف غنی کے دورہ امریکا کے حوالے سے معاملات مطے کیے جانے لگے۔ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اشرف غنی امریکی دورے کے لیے اپنے وفد میں قوی سلامتی کے شیر حمد اللہ محبت کے لیے گزین تکلیل حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے، جو امن عمل کے حوالے سے غیر معمولی تقدیم کے باعث امریکیوں سے مذاکرات سے دور کھلے گئے تھے۔

اشرف غنی کی کامیٹری کے ارکان کو معلوم تھا کہ وہ امریکا میں کمی ماذکرات کے وہ ملک ہے اور میاں طالبان کا وفادار۔ اپنے ہم منصب سے ملاقات کریں گے اور میاں طالبان کا وفادار

ساتھی ساتھ قظر کو بھی ایک ایسے وقت میں ان اہم مذاکرات کے انعقاد کا کریمیت لینا تھا جبکہ خطے کے مالک نے اس کے اقتصادی محاصرے میں ایک درست کام بھر پور ساختہ دیا ہے۔

افغانستان کے حوالے سے واشنگٹن میں قومی سلامتی کے مشہروں کے اخلاص کے بعد اور وہ میں مذاکرات کے نویں دوڑ کو پیشے کے مراحل میں امریکی، غیر افغان صدارتی محل میں آئے اور کمپ ڈیوڈ میٹنگ کی تجویز پیش کی۔ اشرف غنی کے دورہ امریکا کے حوالے سے معاملات مطے کیے جانے لگے۔ اس حوالے سے زمینے خیل زادووجہ سے کامل پیش اور اشرف غنی سے چار اور اسیں بات پیش کی۔ اشرف غنی کو کمپ ڈیوڈ لے جانے کے لیے امریکا سے طیارہ آتا تھا۔

اشرف غنی کی کامیٹری کے ارکان کو معلوم تھا کہ وہ امریکا میں

کمی ماذکرات کے وہ ملک ہے اور میاں طالبان کا وفادار

تیونس، صدر کی موت اور سیاسی حالات میں تبدیلی

گئی قانون کی تغیرتیں کے بارے میں جذبہ دھلہ کریں۔

اس قانون کی رو سے آئینی ترمیم کے لیے پارلیمنٹ میں آئم ازکم ۵ فیصد دوست ضروری ہے۔ اس آئم کی موجودگی میں سے تیونس آنے والے انتخابات میں مزید مشکلات کا عکار ہو سکتا ہے۔ ان کی دفاتر سے مکمل طور پر تجزیٰ سے ابھرنے والی انتداب پارٹی اپنی سیاسی اہمیت سے محروم ہو سکتی ہے۔

سالہ محمد الباجی قائد السٹی ملک کے پہلے منتخب صدر تھے۔ اس رکن محمد الناصر اس پر دھنکا کرتے ہیں تو وہ محروم صدر کی خواہش کے برخلاف عمل کریں گے اسٹی کی دفاتر سے کیا عہدے کا حلف اٹھایا۔ اب یہ ذمہ داری محمد الناصر کے انتشار پر قابو پا سکے گی۔

کامیڈھوں پر آچکل ہے کہ وہ قوی طور پر آئینی قوائم کو مکمل سیاسی اڑات میں غیر معمولی اضافہ اس وقت ہوا جب انہوں نے پارٹی کے رہنماء عبدالفتاح مورو نے اسٹی کے اہمیت کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ تیونس کے وزیر اعظم یوسف الشاذب کو اسٹی اور اس کے بیٹھ کی طرف سے سخت خلافت کا سامنا رہا۔ قل از وقت ہونے والے اس انتخاب سے یوسف الشاذب پر عمل کیا جا سکے، جس کے مطابق صدر کی دفاتر کے کم و دن کو سیاسی فائدہ حاصل ہو گا۔

۳۴ سالہ کمیسی اسی تجربہ کے حامل اٹھاہر نے اپنے وزیر پہلے سے سائل کی اور سیاسی مشکلات کا سامنا ہے۔ ظاہر اور ابجٹے کے لیے بھر پور جدوجہد کی ہے۔ انہیں یہ ثابت اس صورتحال میں تجہیز کرنے کا اعلان کیا تھا کہ اس کی تجہیز پارٹی ملک کے معاشی چیلنجوں کے آرہا۔ ۸ ہفتوں سے بھی کم مدت میں صدارتی امیدواروں کے لیے انتخابی میم چلانا خاصاً مشکل ہے۔

"Tunisian President's death could bring political shifts in its wake".
(carnegieendowment.org). July 25, 2019)

عبوری صدر کے لیے ضروری ہے کہ جون میں مختاری

سی پیک سے مسلک فلاہی منصوبے

Josephine Ma

آنماز میں تو اس طبی مرکز میں چینی تعمیراتی کمپنیوں کے ملازمین ہی آیا کرتے تھے۔ یہاں آنے والی ڈاکٹریوں کی بیان ہمیں جو کہ تیر ۲۰۱۸ء میں آئی تھی، کے افرین Tao کا کہنا تھا ”کہ اس اپٹال میں بہت لوگ آیا کرتے تھے کیون کہ لوگ ذرتے تھے کہیں اس جگہ پر بیشتر گروں کا حلمنہ ہو جائے۔ لیکن فروری ۲۰۱۸ء سے مریضوں کی تعداد میں اچانک اضافہ ہونے لگا۔ ہمارے اپٹال میں گاہا کو لو جوست بھی موجود تھی۔ یہ بات کسی نے گاہوں والوں کو جا کر بتا دی، پھر دیکھتے تو دیکھتے یہ جیتن کے اپٹالوں میں سے ایک لگنے لگا، جہاں مریضوں کا بے پناہ رش روتا ہے۔ اس دوران جیتن تعمیراتی کمپنیوں کے ملازمین تو اپنا کام تکملہ کر کے جیتن وابس جانے لگے تھے۔ یہ سال ہمارے لیے بدلتی کا سال تھا ہے۔ اس سے پہلے چینی اور پاکستانی مریضوں کا تاسیب ۸۰ ہوتا تھا، لیکن اب یہ تاسیب ۸ پاکستانی مریض اور ۴ چینی مریض ہے۔ یہ سیٹر تقریباً سے ۸۰ ہزار لوگوں کی آبادی کے لیے کافی ہے۔ مریضوں کی تعداد میں کی واساندہ ہوتا رہتا ہے۔ مارچ ۲۰۱۹ء کے پہلے دو ہفتوں میں ۲۹۰ مریضوں کا علاج کیا گیا۔ اس اپٹال کے علاوہ گوارڈ میں دو مرید اپٹال بھی موجود ہیں لیکن وہاں مریضوں کی تعداد بہت زیادہ اور سکولیات کی کمی ہے۔

سی آری ایف کے شعبہ نیادی محنت کے سربراہ کہنا ہے کہ اس اپٹال کا ذکر لوگوں کی زبانوں پر آیا تو خود بخوبی اس کی شہرت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پھر لوگ اس اپٹال کی تعریف سن لڑائیں گے اور والوں کو علاج کے لیے یہاں لانے لگے۔

سکیورٹی کی صورتحال:

اں بات میں کوئی نہیں کے طبی مرکز کی کامیابی کا دار و مدار سکیورٹی کی صورتحال پر تھا۔ گوارڈ میں کام کرنے والی چینی کمپنیوں کی حفاظت کے لیے سکیورٹی کی ”تمن پرنس“ میں۔ طبی مرکز ہیلی رکاوٹ کے بعد بنا ہوا ہے، یہاں کام کرنے والے ملازمیں اپنی شاخت غابر کر کے دوسری رکاوٹ عبور کر سکتے ہیں جب کہ پہنچ ملے اور ڈاکٹروں کے گھروں کی حدود میں داخل ہونے کے لیے سکیورٹی پیچ کے تین مراحل سے گزرا ہوتا ہے۔ ان کے گھروں کے گرد سکیورٹی کا سخت حصار موجود ہے۔ پہلی چیک پوسٹ پر نبیت کے البار موجود ہوتے ہیں، جو مریضوں کی تلاش کے بعد انہیں لگرنے دیتے ہیں۔ اس کے بعد مریضوں کو طبی مرکز کے اپنے سکیورٹی گارڈز کے پاس سے گزرنا ہوتا ہے۔

Liu نے اس اخبار کو جسمی اندرونی دیتے ہوئے کہا کہ ”اشاعتی کی خدمت کے لیے معاشرتی اور حکومتی مسائل کا اکھا ہونا اس بیان ایڈریوڈ منصوبے کے مالک کے لوگوں کے لیے“ ایف) نے پاکستان میں جیتن کے ذیر انتظام گوارڈ کی بندرگاہ پر اپٹال تعمیر کیا تو ان کے مقاصد اس غریب علاقے میں لوگوں کو نیادی طبی سہولیات دینے سے زیادہ بڑے تھے۔ یہ جیتن میں موجود جدید اپٹالوں کی طرح کا ایک جدید اپٹال ہے۔ اور یہ سیٹر جیتن پاک اقتصادی رابطہ کے ساتھ بننے والے ”لائف مسلک“ کو روپیں ”کا پیلا پروجیکٹ ہے۔

سی آری ایف، جیتنی ریڈ کراس سوسائٹی کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ اس ادارے کی منصوبہ بندی کے مطابق جیتن پاک اقتصادی رابطہ کے ساتھ ساتھ ہے ہرے اور جدید میڈیا میکل سیٹر تعمیر کیے جائیں گے۔ یہاں تحریر کار عملہ اور ایجنسیں بھی موجود ہوں گی۔ اس سارے عمل کے نیادی طور پر دو مقاصد ہیں۔ پہلا یہ کہ اس اقتصادی رابطہ سے فائدہ اٹھانے والے حصی اور پاکستانی تاجریوں کے لیے طبی سہولیات کی فراہمی اور دوسرا مقصد مقامی لوگوں کو منت طبی سہولیات فراہم کر کے جیتوں کا تاثر وہتر بنانا۔

جیتن پاک اقتصادی رابطہ دراصل ایشیا، یورپ اور افریقا کو ملانے والے بیلٹ ایڈریوڈ منصوبے کا حصہ ہے۔ یہ اقتصادی رابطہ پاکستان کی جنوب مغربی بندرگاہ گوارڈ سے شروع ہو پر کارپوریشن کی شال مشتری سرحد تک جاتی ہے۔

اگرچہ اس منصوبے کو پاکستانی حکومت کی پھر پوتا نیڈر جاصل رونگے لیکن پھر بھی اسے سکیورٹی کے حوالے سے خطرات کا سامنا رہا ہے۔ اسی تاثر میں پاکستان کے صوبے بلوچستان میں اس منصوبے پر کام کرنے والے لوگوں پر حالیہ بررسی میں کچھ جعلی ہو چکے ہیں۔

سی آری ایف کے نائب صدر Liu Xuanguo کا کہنا ہے کہ اس طرح کے طبی مرکز بنانے کا مقصد اس بیلٹ ایڈریوڈ منصوبے میں شامل مالک کے مقامی لوگوں کو اس منصوبے میں شامل کرنا تھا۔ گوارڈ میں اس منصوبے کو کوئی آری ایف اور پاکستان ریڈ کریسٹ سوسائٹی میں کچھ ایسے اس منصوبے کے لیے مالی مسائل جیتن کی حامل ہے۔ جیتن کی یہ پیش قدمی پڑھی مالک، خاص طور پر بھارت کی لیے تشویش کا تاجریوں کے ذریعے چندہ میج کر کے مہیا کیے ہیں۔

اختصار میں:

تمام چینیوں کے باوجود اس منصوبے کی اپنی ایک اہمیت ہے اور یہ سول ڈپلومیٹی کی طرف ایک اہم قدم ہے۔ اسی آری ایف اس مشن کو پورا کرنے کے لیے تمام کوششیں کر رہی ہے۔ اور میں کام کرنے والی کمپنیوں کا کہنا ہے کہ ہمارے ملازمین ان طبق مراکز کی وجہ سے قبضہ طور پر پر سکون رہ جائیں گے۔

یونیگ حکومت عموماً خبراتی اور اول اور یون ملک استعمال نہیں کرتی، سو اس کے کوئی طویل مدتی منصوبہ ہو اور انسانی ہمدردی کی بیناد پر ہو۔ اس کے برکش چین کی سرکاری سیاستیں یعنی چینیوں افریقا میں کام کر رہی ہیں، لیکن گواہ جو بھی ایشیا میں وہ واحد جگہ ہے جہاں چینی میں یعنی چینیوں کام کر رہی ہیں اور جن کا تعلق بھی کسی این جی اوسے ہے۔

Liu کا کہنا ہے کہ اسی ایف ”بیلٹ ایڈر روڈ“ سے متعلق ممالک میں اپنے ترقیاتی کاموں کو پھیلانے کی، لیکن ہماری کوشش ہے کہ بر جگہ چینی علیکے بھیج کے جانے مقامی لوگوں کے ساتھ مل رہیں اور مختلف منصوبوں پر کام کیا جائے۔ جن میں کمیونٹی اور پیش، بینادی طبقی سہولیات کی فراہمی اور اپتاوں کے لیے آلات کی فراہمی شامل ہے، تاکہ مقامی لوگ اپنے طور پر ان منصوبوں کو آگے بڑھا سکیں۔

(ترجمہ: حافظ محمد نبیزادہ)

The Chinese medical clinic in Pakistan on the belt and road security front line".
("semp.com"). August 7, 2019)

اسلامک رسیرچ اکیڈمی کی شائع کردہ کتاب

اوراقِ سیرت

مولانا سید جلال الدین عمری

اسلامک رسیرچ اکیڈمی کرکٹنی

اکیڈمی بک سینٹر، D-35، بلاک-5
فیڈرل بی ایریا، کراچی۔ فون: 021-36809201

کے ہوائی اڈے پر موجود تھا تو لوگ مجھے دیکھ کر میرے ساتھ تساویر بوارے ہے تھے۔

Liu کا کہنا ہے کہ بنیادی طور پر تو یہ آری ایف کی منصوبہ بندی یہ تھی کہ اس سال یہ طبقی مرکز پاکستانی رینڈ کریشنست سوسائٹی کو دے دیا جائے اور وہ یہی اس کا حل فتن سنجالے لیکن پاکستانی رینڈ کریشنست درکار عملہ فہرست کے لیے ساتھ پائی، اس لیے فی الحال اس جو اگر کو ایک سال کے لیے موخر کر دیا گیا ہے۔ پاکستانی واکٹر زیادہ تھوڑا کا مطالبہ کرتے ہیں جب کہ رینڈ کریشنست کے پاس انتہائی وسائل نہیں ہیں، اس لیے اس سال پاکستانی سوسائٹی صرف ایک ڈائنز ہجرتی کر سکی، جو کہ چینی عملہ کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے۔

گواہ کا یہ طبقی مرکز صرف گواہ کے مقامی لوگوں کے لیے ہی نہیں بلکہ گواہ کی بندراگاہ پر کام کرنے والی چینی کمپنیوں کے چینی اور مقامی ملازمین کی بھی ضرورت ہے۔ بندراگاہ کا عملہ نہیں چاہتا کہ یہاں سے جائیں۔

اس منصوبے کا دوسرا طبقی مرکز ہو چکا ہے اسی ایف حصے میں گزندہ برس بنا تھا، لیکن کراچی میں حل کے بعد ہمیں چینی قوصل غائب کی طرف سے یاد کامات موصول ہوئے کہ ہو چکے تھے لیکن سیکورٹی کی وجہ سے ان ۸ ماہ میں ہر ہفتے میں تقریباً ۲۰ نیتوں کے لیے مرکز بندراگاہ پاکستان تھا جس سے ہمارا کام متاثر ہوتا رہا۔

جب کراچی میں ہملا ہوا تو ہم لوگ بہت پریشان ہو گئے تھے اور یہیں لگتا تھا کہ اب گواہ کی بندراگاہ کو بھی بظیرہ لاحق ہو گا۔ ہمارا عملہ رات میں خوف کی حالت میں رہتا تھا۔ ہمارے گھروں سے مستقل قون آتے تھے اور ہمارے گھروں اے داہی کے لیے اصرار کرتے تھے لیکن ہم اُنہیں بیکن دلتے تھے کہ ہم یہاں محفوظ ہیں۔

چینی قوصل غائب کے پر جملے کے ایک ہفتے بعد یہاں کی مقامی پولیس نے ایک مکان پر چھاپ مار کر ہماری مقدار میں اسلہ بارود و رامڈیا اور جو لوگ پکڑے گئے ان کا کہنا تھا کہ ہم کی مادے گو اور بندراگاہ پر جملے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ اس سال میں گواہ کے واحد شش ستارہ ہوںک، جہاں بڑی تعداد میں چینی سرمایہ دار شرکتیں پر بھی وہ خشت گروہوں نے ہملا کیا۔ اس جملے میں پانچ مقامی لوگ بلاک ہوئے اور بھشت گرد بھی ہمارے گئے۔

اس خوف وہ اس اور جملوں کے باوجود مقامی لوگ چینیوں کو خوش آمدی کرتے ہیں۔ Liu کا کہنا تھا کہ ”پاکستان کے لوگ بہت محبت کرنے والے ہیں۔ ایک دفعہ میں راپچی

کا کہنا ہے کہ اسی سخت سکیورٹی کے بعد وہ اپنے آپ پاکستانی فوج اور مسافری حکومت کا مکمل تعاون حاصل ہے۔ جب ہمارے ڈائنز یا مگر ملٹی نے ہوائی اڈے پر یا کسی باہر جانا ہوتا ہے تو آری کی گاڑیاں ہماری حفاظت کے لیے ساتھ ہوئی ہیں۔ اس پر تم ان کے ٹھرگزار ہیں۔

ایک وقت ایسا بھی تھا، جب ہمارے علیکے واجہی سخت سکیورٹی میں رہنا پڑتا تھا خاص کر جب کراچی میں جنی ڈائنس خانے پر حملہ ہوا تھا۔ ”ہو چکا لیں لبریشن آری“ نامی حفاظتی نے اس جملے کی ذمہ داری بول کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ ”اس جملے کی وجہ چینیوں کا ہمارے وسائل پر قابل ہوتا ہے۔“

۲۰۱۸ء سے لے کر جنوری ۲۰۱۹ء تک کے ۸ ماہ سکیورٹی کے حوالے سے بہت خطرناک تھے، بیٹھے میں دو دو مرجب کراچی ڈائنس الارم جا کر تھا اور جب یہ الارم بجا تھا ہمارے عملے وفوراطی طبقی مرکز بند کر کے سکیورٹی کے حصاء میں واٹل ہوئے پاہ لشنا پڑتی۔ اسی ایف کے ایک اور بعد میں یار کہنا تھا کہ اب ہمارے ڈائنز اپنی مہارت کی وجہ سے علاقے میں مشہور ہو چکے تھے لیکن سیکورٹی کی وجہ سے ان ۸ ماہ میں ہر ہفتے میں تقریباً ۲۰ نیتوں کے لیے مرکز بندراگاہ پاکستان تھا جس سے ہمارا کام متاثر ہوتا رہا۔

جب کراچی میں ہملا ہوا تو ہم لوگ بہت پریشان ہو گئے تھے اور یہیں لگتا تھا کہ اب گواہ کی بندراگاہ کو بھی بظیرہ لاحق ہو گا۔ ہمارا عملہ رات میں خوف کی حالت میں رہتا تھا۔ ہمارے گھروں سے مستقل قون آتے تھے اور ہمارے گھروں اے داہی کے لیے اصرار کرتے تھے لیکن ہم اُنہیں بیکن دلتے تھے کہ ہم یہاں محفوظ ہیں۔

چینی قوصل غائب کے پر جملے کے ایک ہفتے بعد یہاں کی مقامی پولیس نے ایک مکان پر چھاپ مار کر ہماری مقدار میں اسلہ بارود و رامڈیا اور جو لوگ پکڑے گئے ان کا کہنا تھا کہ ہم کی مادے گو اور بندراگاہ پر جملے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ اس سال میں گواہ کے واحد شش ستارہ ہوںک، جہاں بڑی تعداد میں چینی سرمایہ دار شرکتیں پر بھی وہ خشت گروہوں نے ہملا کیا۔ اس جملے میں پانچ مقامی لوگ بلاک ہوئے اور بھشت گرد بھی ہمارے گئے۔

اس خوف وہ اس اور جملوں کے باوجود مقامی لوگ

چینیوں کو خوش آمدی کرتے ہیں۔ Liu کا کہنا تھا کہ ”پاکستان

کے لوگ بہت محبت کرنے والے ہیں۔ ایک دفعہ میں راپچی

کسنجر کا خفیہ دورہ بیجنگ

رکھتا تھا، تاکہ کمپنی اور نیو یونیورسٹی کے درمیان قرار فرم کے اور پر سے گزرتے وقت گفتگو نہ ہونے پائے، کیونکہ یہ راستہ ہندوستان اور وہیں کی مانیزیر نکلے حدوش پر تھا۔

بالآخر ۸ جولائی کو داکٹر کسنجر اپنے چار ناتھیں کے آپنے ان کو صدر کے مہمان خانے میں پھرایا گیا۔ میں نے خام کو داکٹر کسنجر سے ملاقات کی اور علاقے کی سیاسی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا، وہ ولیٰ سے جوتا شر لے کر آئے تھے اس کے مطابق ان کا کہنا تھا کہ وہاں کاموڑ کڑا اور جارحانہ تھا۔ ہندوستان ان کے خیال میں پاکستان سے جنگ کرنے والا ہے۔ ڈاکٹر کسنجر کا یہ تجویز یہ پوچھا دیئے والا تھا، وہگر ذرا راغب سے اس کی تقدیم ہوتی تھی۔ شام کسنجر سے ملاقات کرنے سے قبل میں نے صدر کو ان خیالات سے باخبر کر دیا تھا لیکن ان کے مراجع کی کیفیت تو اس وقت ساتویں آسمان پر تھی۔ ان کا دماغ تو بس ایک ہم میں سرگردان تھا کہ کسنجر کو جیسے پہنچا دوں۔ جو کچھ میں نے کہا اس پر کسی تشویش کا اظہار نہیں کیا بعد میں تسلی میں ڈاکٹر کسنجر سے ایک گھنٹے تک بات چیت کی جس کا توکی روکارہ نہیں ہے، البتہ اس سے قبل جب میری صدر سے ملاقات ہوئی تھی اس سے تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ جیسے کس نے علاوہ گفتگو شاید یہ کسی اور موضوع پر ہوئی ہو۔ کئی میجھوں کی تیاری کے بعد جب وقت آگئی کہ صحیح روائی ہے تو قدرے سے سکون ملا۔ ڈنجلدنی فتح کر دیا گیا تاکہ طویل فترے قبل ڈاکٹر کسنجر ارام ہرکریں۔

ٹے شدہ پر گرام کے مطابق میں صبح ۳:۳۰ بجے صدر کے سہماں خانے پہنچ گیا اور دیکھا کہ ڈاکٹر کسنجر اور ان کے نائین متعلقہ کانٹرات کا آخری پارٹ مطالعہ کر رہے ہیں۔ اختیاط مہماں خانے کی طرف میں اپنی ذاتی کار میں گیا، کیونکہ رات کے اس حصے میں سرکاری کار لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی۔ گزشتہ شب میرے فرزند ریاض نے کار کو استعمال کیا تھا اور مجھے کار کی چاہیاں نہیں مل رہی تھیں، جب میں نے اسے جگایا تو گھری پر نظر ڈال کر کہا، اسی خیریت سے تو ہیں؟ کیا آپ ڈاکٹر کو یعنی جا رہے ہیں؟ یہ سوالات اس وجہ سے تھے کہ میری اپلیکی طبیعت کچھ عرصے سے ناساز تھی۔ میں نے اسے تسلی دی کہ سب کچھ ہیک ہے جس ذرائقیاً جا رہے ہیں تاکہ کچھ جدیلیٰ آپ وہاں بوجائے۔ چاہیاں دیتے ہوئے اس نے حرمت سے کہا ”مُتَّقِيَّاً“ اور اس وقت آپ کو میں کچھ نہیں پایا!

ڈاکٹر کسنجر کے ساتھ میں صبح مہماں خانے سے روانہ ہوا، پیچھے اسٹاف کاروں میں ان کے نائب اور ہفاظتی دستے کے افراد تھے، تھوڑی دیر میں ہم پکالہ ہواں اڑے پہنچ گئے۔

اڑان ۱ جولائی کو کی جائے۔ اس اڑان کے لیے میں اپنے ماہرین جہاز رائی بھیجنے پر راشی جو گیا تاکہ وہ پاکستانی طیارہ چلانے والوں (Crew) سے باہم رہا کر سکیں۔ جیسے ماہرین جہاز رائی (Navigation) ایک سو میلین طیارہ کے ذریعہ ۳ جولائی کو آپنے، انہیں جیسی سفارتخانہ میں پھرایا گیا۔ ۶ جولائی کو ایک پاکستانی طیارہ جسے چار بیجے جنگ کے لیے روانہ ہوا اور دن کے سارے ہے بارہ بیجے جنگ پہنچ گیا، وہاں سے ۳:۳۰ بجے روانہ ہو کر شام ۶ بجے پکالہ کے فوٹی ہواں اڑے پر اتر آیا، رہ کام مخصوصے کے مطابق ہوا۔ وہیں میں طیارے کے ساتھ مسٹر چانگ وین جیسے، سابقہ چینی سفیر برائے پاکستان بھی آگئے، یہاں وقت جیسے پہنچا کر میں نے کہا اس پر اتر آیا۔ ہر یہاں پر تبادلہ خیال کیا۔ سفر کی راہ در کرانے کی غرض سے تو بزرگش کی بلندی پر تھیا گل (ایک میل اشیش)، کو ڈاکٹر بیرونی کسی تشویش کی وجہ پر توکول کے کچھ افسر اور مسٹر جیسے بھی آئے تھے۔

معاملات طے ہو چکے تھے، تیکی خان تفصیلات کے بارے میں مفکر ہو گئے اور تفصیلی انتظامات میں ذاتی بیجنگ یا لیے گئے، چھوٹی سے چھوٹی بات پر وہیں دینے لگے۔ بہت سی ملاقاتوں میں میرے ساتھ منصوبوں کا جائزہ میا تغیرہ تبدیل ہے بہاء، اوقات، فلاٹ کی راہ اور جیسیوں سے رابط غرض ہر یہاں پر تبادلہ خیال کیا۔ سفر کی راہ در کرانے کی غرض سے تو بزرگش کی بلندی پر تھیا گل (ایک میل اشیش)، کو ڈاکٹر بیرونی کسی تشویش کی وجہ پر توکول کے کچھ افسر اور مسٹر جیسے بھی آئے تھے۔

رہائش گاہ میں سفر کو سپرائی کا انتظام کیا گیا تھا۔ برطانوی راجہ کے عہد میں یہ خوصیت رہائش گاہ تھیں ہوئی تھی جس کے آگے تجذیدار بائش تھا، چاروں طرف کی وادیوں میں جنگل اور برف سے ڈھکلی پہاڑوں کی چوٹیاں وغیرہ بظاہرہ پیش کرتی تھیں۔ بہر حال ڈاکٹر کسنجر کو اس مشتمار منظر اور تھیا گل کی دلک ہو اس لفظ اندر ہونا مقصد نہیں تھا۔ یہ طے ہوا کہ ایک پاکستانی بیانگ کے ذریعہ شامی راستے سے کوہستان قرار فرم کے اوپر سے سفر کو بیچنگ لے جایا اور والپیں لا جائے۔ علاوہ وقت کی بچت کے اس راست کو اختیار کرنے میں یہ فائدہ بھی تھا کہ پی آئی اے کی عمومی کرشل پر واڑ جوڑہ ها کا بور جیسی جانی تھی اس سے گریز ہو جاتا۔ جیسیوں نے بھی اس راستے سے اتفاق کیا۔

۲۲ جون کو جس کا مراسل سمجھی خان کو موصول ہوا، جس میں گیسن نے تیکی خان کی ”خدمات برائے امن“ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ یا ہمیں مراسم کی وجہ سے قریبین (امریکا اور جیسے) میں مصالحت کرانے کی جو کوشش و فتوں ملکوں کے پیچے دوست کی حیثیت سے کر رہے ہیں وہ مسٹن ہیں۔ یہ بھی لکھا کہ ڈاکٹر کسنجر کے اعلان شدہ دورے میں بیکاک، اسلام آباد، ولیٰ اور پیریں شمال ہیں۔ اسلام آباد اور دہلی کے لیے مساوی وقت رکھا گیا تاکہ ہندوستان کو کوئی شک نہ ہو۔ پاکستان اور جیسیں کے درمیان شمال کا ہواں راست جو کنکشاڑا نادرست استعمال میں آتا تھا اس لیے طے کیا گیا کہ ایک تجویزی

ان کے خیالات سے بھی آگاہی ہو جائے اور ہندوستان پر
قدغن لگانے کے لیے امریکا کی بھی اعتماد جائے۔
بھی خان نے مجھ سے کہا کہ جو کچھ میں لکھا ہے اسے
با آواز بلند پڑھوں، اور جب میں مندرجہ بالا مقام پر آیا تو
پول: ”میں اسیں اسیں اس تحریری سے اتفاق نہیں کرتا، ورنہ
اقدامات (الماق یا انتظام) ہندوستان کے لیے باعث
کشش نہیں ہوں گے۔ مغربی بھاگ پر ہندوستان کی کلہنچھ
نہیں ہے، اگر اس نے مداخلت کی (اس طرح کہ جس طرح
میں نے بھی بھی کی تھی) تو یقیناً یہ ایک شدید اور آزاد بھاگ کا
بھی خیس ہوگا۔“ انہوں نے کہا کہ ان کی رائے کا انصار ایسے
باخبر افراد پر ہے جن کی رسمی ہندوستان کی حکومت، خاص
طور سے مغربی بھاگ کی اٹھی جس نک ہے۔ بھی خان نے
اس ٹھکنکوکا باب یہ کہ کہ بند کر دیا کہ ان معاملات کے بارے
میں کسی سخرے ٹھنڈوکا کوئی ارادہ نہیں ہے، کئی ماہ بعد مجھے معلوم
ہوا کہ وہ ماہر جس کی صلاح پر بھی خان اعتماد کر رہے تھے وہ تھا
امریکا سفیر برائے پاکستان، فارلینڈ ایجمنی خان براہ تخلیے
میں فارلینڈ سے ملے۔ ان ملاقاتوں کا کوئی ریکارڈ نہیں اور وہ
تن دفتر خارجہ کو اعتماد میں لیا جاتا تھا۔ خصائص بھی واقعہ ہے کہ مجھ
سے ایک ٹھنڈوکے ودران ہٹھوئے بھی انہی خیالات کی تائید
کی تھی اور بھی خان کو یقین دلایا تھا کہ ہندوستان سب کچھ کر
ستا ہے لیکن فوجی مداخلت نہیں کرے گا۔

جس گھری کا بچھتی سے انتظار تھا الآخر وہ آگئی! اطلاع
آئی کہ سفیر کا ہمارا ترنے والا ہے، البتا میں ہوں اُو اے کے جاتب
روانہ ہو گیا۔ روائی کی طرح واپسی پر بھی طیارہ ہوا کہ اُو اے کے
اس حصہ میں اتر جو فضائی فون کے لیے مخصوص تھا، واپسی پونکہ
روزروشن میں ہوئی تھی اس لیے پی آئی اے کے طیارے کے
بجائے سو میں سا بیٹھے میں اترنے کے، فضا یہ کی طرف اترتا
لوگوں کے استقباب جتو کا باعث ہو سکتا تھا۔ اتفاق سے اس پر
کس کا دھیان نہیں لگا۔ سفیر اور ان کے ہمراہ ہوں کوہمان خانے
لے جایا گی، سفیر فرط سرسرت سے بے قابو ہو رہے تھے۔ گست
باوس جاتے وقت میں لے جائے جانے کے انتظامات کے
لیے بے انتہا مٹکھوڑ ہوئے۔ وہ پیوں لالی سے تاریخی ملاقات
کے بارے میں خاصے جذباتی تھے، بحیثیت ایک انسان اور
یا اسدا ان کی صفات حمیدہ کا بھی ذکر یا۔ سفیر کو تکڑا بات
کی تھی کہ کیا یہ راز اس وقت تک سر برستہ رہے پائے گا جب تک کہ
لکھن اس کو افشا نہ کریں؟ ہماری طرف سے راز افشا کا خطرہ
پی آئی اے کے عملکی طرف سے تھا، جو مختلف جگہ سے سمجھا

خود تیار کر کے تھی۔ اس راز میں ان کو شریک نہ کرنے کی وجہ
سے انہوں نے مجھے ایک عرصے تک معاف نہیں کیا۔ اس
دکھا دے کے لیے کہ اکثر کسی تھیگاں میں مقام ہیں، وہ مدد رائے
بھی استعمال کیے گئے تھے۔ چیف آف اسٹاف جنرل عبدالحمید
اور مکمل وقار کے جنرل سکریٹری غیاث الدین احمد نے بطور
نماش کسھر کی خیر دعا فیض دریافت کرنے کے لیے تھیگاں کے
چکر کاٹے۔ اس مہلکہ خیر ہیانے بازی کے کھیل میں نہیں
بھروسہ کا تھا۔ اسی مہلکہ خیر ہیانے بازی کے کھیل میں نہیں

بھروسہ کا تھا۔ اسی مہلکہ خیر ہیانے بازی کے کھیل میں نہیں

فضائیہ کے حصے میں پہنچنے والے مخالفین نے جو بیمارے
مشتھر تھے، میری شاخہ کو جیک کر کے ہماری کاروں کو اتار دے
جانے دیا۔ جنرل عمر زخم چانگ وین چین اور جنین اسفار تھے
کے کچھ افسروں پہلے سے ہی موجود تھے، ڈاکٹر سخراج اور دیگر
افراد کو اسوار کرو دیا گیل جس مصوبہ ہوای جیا ڈھنک ۲۰۳۰
بیچ پروڈاکر گیا۔

دو میں اشناح سب پروگرام امریکن سفیر فارلینڈ میری اطہر کو
لے کر صدر کے ہمہن خانے پہنچ گیا۔ ہم وہاں پہنچنے تو اکثر کسھر

کاٹھی نائب جوان سے مشابہ تھا پہلے سے میں تین مخالفین کے
موجود تھا۔ سفیر فارلینڈ اور کسھر کا ہم شکل صدر کی لیوزن میں
سوار ہوئے، اس کے عقب میں میری اسٹافر کار اور دو مزید
کاروں نہیں میں دیگر افراد سوار تھے، موڑ سائکل سوار پولیس
کے گھر سے میں تھیگاں کی طرف روان ہوئے۔ مقصود یہ ظاہر
کہ تھا کہ ڈاکٹر کسھر کو اسلام کی ضرورت ہے۔ کاروں کا یقاظہ
پولیس کی حفاظت میں لوگوں کی توجہ کا باعث تھا اور یہ سب
وہ راست اکثر کسھر کے اصل سنکو پر دیں رکھنے کے لیے تھا۔

اسلام آباد کی سخت گرمی سے نکل کر شہنشی خوشیوں نتھیگاں
کی ہوا ایک نسبت معلوم ہوتی تھی۔ کسھر کے ہر شکل کو اس کے
کمرے میں چھوڑ کر ہم نے اپنے اپنے کمروں کا معاون کیا اور
پھر چاٹے سے لطف اندوز ہونے اور مناظر قدرت کا نظر
کرنے پر امامے میں آئی۔

اسی شام مجھے مطلع کیا گیا کہ ”ڈاکٹر کسھر“ اور کی منزل
میں گوشہ نشین ہو گئے ہیں، طبیعت خراب ہے اور مجھے یاد فرم
رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جاتا نے تھے کی
جگہ آدمی تھے جو دہن آدم کھالیے تھے۔ اب ہمارا پالا پر گیا تھا ایک
یتارہ ڈاکٹر کسھر سے اڈاٹر کے لیے پشاور فون کیا کہ ایک مشہور
ہٹتی کے معاشرے کے لیے ڈاکٹر درکار ہے اور وہ ہستی ہے؛ ڈاکٹر
کسھر، کیا یہ نام بھی سا ہے؟ فون سننے والا ڈاکٹر کسھر کے نام
سے شا ساتھ اور ان کی کتاب بھی پڑھ رکھی تھی، کہا کہ ان کا
علاق جکر کے اسے بڑی صرفت ہو گی۔ میں نے اس ڈاکٹر کا
ٹکریا ادا کر کے کہا کہ فی الوقت طبیعت اتنی خراب نہیں ہے کہ
علاج کی ضرورت ہو سکیں وہ میرے اگلے فون کا انتظار کرے۔
ایک اور ڈاکٹر سے میں نے رابط قائم کیا وہ ڈاکٹر کسھر سے
ناؤ اقت تھا، لہذا اس کو بدلایا گیا۔ جو دو ایک تجھیکر گیا تھا اس
سے شیخ تک طبیعت ہیک ہو گئی۔ میری اطہر کو یہار ڈاکٹر کسھر سے
خواہ گواہ ہمدردی ہو گئی، جو اپنے ستر عالم پر لیئے ہوئے تھے۔
انہوں نے ڈنر اور اگلے دن ان کے لئے زور دھرم نہیں

یہ گئے تھے اور اب ان کو اپنے اپنے مستقر پر رہا۔ کرنا تھا۔
کس بخوبی روائی میں زیادہ وقت نہیں تھا، تھوڑی دریمہان خانے
میں آرام کر کے انہوں نے سچی خان سے ملاقات کی۔ سچی
خان بر صفائی کے حالات پر کسی بھی حکومت سے پرہیز کرتے
رہے۔ اس لٹکڈکار بیکارڈ میں نے تلبندیاں کا لب باب یہ
تھا کہ جتنی فائدیں سے گنگوکے بارے میں جو صران مشورہ
سچی خان نے دیا تھا وہ بہت مفید ثابت ہوا، اس کا شکریہ ادا
کرنے کے بعد بخوبی کہا کہ جتنی فائدیں صدر بھی کا بہت
احترام کرتے ہیں، انہوں نے اپنی بیک غواہشات بھی ہیں۔
پاکستان کے لیے جتنیں کی ودیٰ علمی ہے اور جتنی جو امتیت اس
وہ تو کو دیتے ہیں، اس سے وہ بہت متأثر ہوئے۔ بعد ازاں
کس بخوبی کہیں بھیوں کا کہتا ہے کہ اگر ہندوستان نے
پاکستان کے خلاف کوئی جارحانہ اقدام کیا تو وہ فرق اور عربی
قوت سے داخل کریں گے۔ بیش آدم و اوقات سے ظاہر ہو
جائے گا کہ جوزبان چدائی لائی نے استعمال کی تھی اس کی
تر جعلیٰ کس بخوبی سے غلط طریقے سے کی تھی۔

کس بخوبی کہا کہ جہاں تک امریکا کا معاملہ ہے آپ کو
امداد پہنچائی جاتی رہے گی، مگر کھلے عام نہیں، کیونکہ ہماری
کوششیں پس پردہ ہی آپ کے لیے زیادہ مفید ہوں گی۔
انہوں نے وضعیت کی کہ امریکا یا ہندوستان کے غیر کے
ذریعے پاکستان پر حملہ کرنے کی کسی بھی کوشش کے خلاف سخت
وارنگ دے دی جائے گی۔ برین الاقوامی ادارہ جو مالیات
اور اقتصادیات سے تعلق رکھتا ہے، اس کی حمایت امریکا
کرے گا اور وہ بھی دے گا کہ وہ پاکستان کی اقتصادی
حالت کو سمجھ کرے، اگر ہندوستان نے جگ کرنے میں پہل
کی تو کہیں ہندوستان کوئی جانے والی تمام امداد نہ کر دیں
گے۔ کس بخوبی یہ بھی وعدہ کیا کہ ہندوستان کے ایسے کمپ جن
میں مشرق پاکستان کے جلاوطن پڑے ہوئے ہیں اور ان
کیپیوں کا معافی کرنے کے لیے پاکستان میں الاقوامی
مشابدین بھیجیں کی جو دنخواست کر رہا ہے امریکا اس کی بھی
حمایت کرے گا اور یہ مشابدین ان بے خانماں مہاجرین کو
صدر اور حکومت پاکستان کی بیعت دیاں جائیں گے۔ مگر وہ کرنے کا
مشورہ بھی دیں گے کہ ان کو اپنے گھروں میں بدستور بسادیا
جائے گا اگر ہندوستان انکار کرتا ہے تو مداری ہندوستان
کی ہو گی کہ ان کی طرف و ایسی میں وہی رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔
ڈاکٹر کس بخوبی اجولائی ۱۹۷۲ء کی شام ۵ بجے برادہ بیوس،
امریکا روان ہو گئے تھے۔ پی آئی اے کا عملہ کہیں راز افشا نہ کر

دے؟ یہ تشویش برقرار رہی، لہذا ہرگز عمر نے حب الوطنی اور
ملک کی خیر خواہی کے نام پر اپنی کی کہ، تا آنکہ سرکاری طور پر
اس کا اعلان نہ ہو جائے وہ خاموش رہیں کہ انہوں نے بیک کا
سرکاری تھا اور احتیاطاً انہیں ۱۵ جولائی تک قرنطینہ میں رکھ دیا
گیا۔ ان اقدامات کی وجہ سے یہ راز رازی رہا تھی کہ یہ خرہ
حوالی ۱۹۷۱ء کو بیک اور سان گھنٹہ سے شروع ہو گئی۔ (سان گھنٹہ
امریکا کے غربی ساحل پر لکس کی موسم گرمی رہا تھا گوئی)۔
حوالی ۱۹۷۱ء سے بیک کے باطل پانچ ماہ دور تھے۔
اس وقت کس بخوبی کے لفاظ سچی خان کو اچھے لگے، ان خوش نما
الفاظ نے ان کے دل میں امید کے چراغ روشن کر دیے
تھے۔ بعد میں جب تم نے فتح خارجہ میں ان کا تحریر کیا تو
صاف نظر ہو گیا کہ بصیرت کا وقت آئے پر پاکستان کو ہر
آفت کا سامنا خود ہی کرنا پڑے گا۔ کس بخوبی کوچاں لائی کے ان
الفاظ سے کہ جیں تھا تو یہی مدد دیے کو راضی ہے، اس وجہ سے
غلط بھنی ہوئی کہ اس کے تحریر کے مطابق جن کو کسی کا ذر
نبیش تھا، لیکن جملہ کیا ہوا؟

۱۲ اجولائی کو جتنی سفیر چانگ نگ کی ایک مراسل
وزیر اعظم چوایں لائی کالایا، جس کا تنہ یہ تھا:
”جیسے میں ماؤ اور وزیر اعظم چوایں لائی نے وہ اس کس بخوبی
کے ذریعہ صدر بیک خان کو اپنی بیک غواہشات بھی تھیں۔
ذمکرات میں کچھ بھی رفت ہوئی تھی، جس کی اطلاع سخت
بیک وی جائے گی۔ وزیر اعظم چوایں لائی نے ڈاکٹر سمجھ کو اور
سرکاری تھا کہ اگر ہندوستان پاکستان پر حملہ کرتا ہے تو جن
تماشائی بن کر خاموش نہیں بیٹھے گا بلکہ پاکستان کی حمایت
کرے گا۔ امید کی جاتی ہے کہ امریکا اپنے اثر و رسوخ کا
استعمال کر کے ہندوستان کو اس اقدام سے باز رکھے گا۔ پھر بھی
امریکا ہندوستان نے بھی خاطر قدم اٹھاتا ہے تو خیال ہے بھی بیٹھتے گا۔ کس بخوبی
نے بتا دیا تھا کہ وہی کے تاثرات جو ان پر پڑتے ہوئے ان کے
مطابق تو حملہ ممکن ہے، اگر ایسا ہو تو امریکا سخت ناپسندیدگی کی
نظر سے دیکھے گا اور علی الاعلان اس کی خلافت کرے گا۔“

اس مکتب میں جو خاص جملہ (”اگر ہندوستان نے
پاکستان پر حملہ کی تو جیمن تماشائی، ان کر خاموش نہیں ہیں“) کا
پاکستان کی حمایت کرے گا۔) وہ دکا اظہار رہا تھا اور بھی
مطلوب کس بخوبی اس کا نکالا تھا۔ ان حمایت کی ایک ایک ملک ہو
تھیں جس میں اخلاقی حمایت، سیاسی حمایت، اقتصادی مدد،
سماں حرب و ضرب کی فرہمی اور یہ بھی کہ عکسی قوت سے
مداخلت کی جائے، جس ضمن میں وزیر اعظم چوایں لائی بات
جتنی مفادات پاکستان کی سالیت اور تحفظ سے وابستہ ہیں اور

پاکستانی اور چینی اسٹبلشمنٹ

میں کامیاب ہوئی ہے۔

دوسری طرف پاکستان کا حال یہ ہے کہ افغانستان اور بھارت کے درمیان مخصوص حالات میں سلاسلی کے ووالے سے غیر معمولی پریشانی سے دوچار رہا ہے۔ پاکستان کا وجود خطرات میں گمراہ ہوا ہے۔ کشمیر کے معاملے میں بھارت سے تباہ نے پاکستان کے بیشکل سیکورٹی پر اذائم کو موجودہ شکل دی ہے۔ پاکستانی اسٹبلشمنٹ کے بہت سے مسائل اندر وہی سیاست میں اس کے الجھاؤ کے باطن سے ہیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساحماں کی تباہ کن ٹھہر جوڑ سامنے آیا ہے۔ سرحدوں کی محافظ فوج نے بیشکل خود کو پاکستان کے مناداں کا بہترین محافظ سمجھا ہے۔ ویسے یہ تصور گراس روٹ لیول کے ووالے سے برائے نام، انش کا حائل ہے۔ خود کو قومی مناداں کا حقیقی اور بہترین محافظ سمجھنے کا تصور گیریشن میں پیدا ہوا اور تائید کے لیے جاگیر داروں، کاروباری طبقے اور ایسٹوکریٹس پر تمحص رہا ہے۔ ان سب نے ملک کو بچانے کے نام پر براپا کیے جانے والے coups میں شرآست دار کا کردار ادا کیا ہے۔ اس کے بر عکس چین کی کیونسٹ پارٹی اپنی طاقت گراس روٹ ڈالر ہو چکی ہے۔ یعنی چین نے خام قومی پیداوار کے تناظر میں ۲۰۱۸ء میں جس انداز سے اور جو ترقی کی ہے وہ وقت دہم بخوبی کر دینے والی ہے۔

صدری ہن پنگ نے سات سال تک رضا کار کی حیثیت سے ٹھیکنگ صوبے کے ایک درافتہ گاؤں میں پانی کی فراہمی، نکاسی اور تو ادائی کے متصویوں میں مقامی لوگوں کی مدد کی۔ ٹھیکنگ نے جب اس گاؤں میں قدم رکھا تھا وہ ۱۵ سال کے تھے اور جب رخصت ہونے تو وہاں بہت سے لوگوں کا پناہ دوست ہاچکے تھے۔ چین کیونسٹ پارٹی کے تقریباً تمام ہی قائدین اس راد پر گامزن رہے ہیں۔ لیکن سبب ہے کہ دعوایم کے لیے انتہائی قابل قبول ثابت ہوئے ہیں۔

دوسری طرف پاکستانی فوج اپنے نظم و ضبط کی جزو ہے، جو گیریشن میں پیدا ہوتا ہے میں پروان چڑھتا ہے۔ عوام کی عمومی رائے سے اس کا بظاہر پچھہ خاص تعقیل ہے نہ لینا ہے۔ جیسے میں ماوزے ٹھکلے اور غرض قائدین ملئے رہے ہیں۔ ان میں ماوزے ٹھکلے، چوایں لائی، ڈیگٹریا، پنگ، دین جیا باہ اور موجودہ صدری ہن پنگ شامل ہیں۔

چین کی حقیقی اسٹبلشمنٹ دی کیونسٹ پارٹی آف چینا ہے۔ یہ پارٹی فوجی نظم و ضبط کے تحت کام کرتی ہے تاہم سوچنے کا انداز سو ٹھین ہے۔ چین کیونسٹ پارٹی نے ملک کی ترقی ٹھیکنے بنا نے والا حقیقی انجمن ہے۔ پارٹی وغیر معمولی سنجیدگی اور سکونی رکھنے والے بغرض قائدین ملئے رہے ہیں۔ ان میں ماوزے ٹھکلے، چوایں لائی، ڈیگٹریا، پنگ، دین جیا باہ اور موجودہ صدری ہن پنگ شامل ہیں۔

سوشل ازم کے اور شوون سے غیر معمولی، بلکہ مثالی نویسیت کی والیگی اور بہبود و عالمہ پر توجیہ کا ارتکاز وہ جذبہ ہے، جس نے اب تک چین کے جہاڑ کو ہر سندھر میں روایں رکھا ہے۔ چین نے ۲۰۱۸ء میں جس انداز سے اور جو ترقی کی ہے وہ وقت دہم بخوبی کر دینے والی ہے۔

چین کے قومی ادارہ شماریات نے ۲۰۱۸ء میں ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ ۱۹۵۲ء میں چین کی خام قومی پیداوار ۳۴۰ ارب ڈالر تھی۔ ۲۰۱۸ء میں چین کی خام قومی پیداوار ۱۳۶۰ ارب ڈالر ہو چکی ہے۔ یعنی چین نے خام قومی پیداوار کے تناظر میں ۲۰۱۸ء میں ایک

چین کے قومی ادارہ شماریات نے ۱۹۷۸ء میں چین خام قومی پیداوار کے اقتدار سے ٹھیکنگ نمبر پر تھا۔ ۱۹۷۸ء میں اس نے جاپان کو چیچے چھوڑ دیا اور دنیا کی دوسرا کی بڑی صنعتیں میں تبدیل ہو گیا۔ جب سے اب تک چین ودسری پوزیشن کا حائل ہے۔ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۱ء تک عالمی صنعتیں میں چین کا کردار اوسطاء افسوس سالانہ سے زیادہ تھا۔ ۱۹۷۹ء سے ۲۰۱۲ء تک یہ تناسب ۹،۱۵ افسوس دو گیا، جس کے نتیجے میں چین عالمی سطح پر دوسرے پر نمبر پر رہا۔ ۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۸ء کے دوران یہ تناسب ۲۸،۱۶ فیصد تک جا چکا، جس کے نتیجے میں چین پہلے نمبر پر آ گیا۔ ان اعداد و شمار سے تو بیان اندزادہ لگایا جائے کہ چین قیادت نے غیر معمولی اقتصادی پیش رفت کا واب تک ترجیحات میں پہلے نمبر پر رکھا ہے۔ ماوزے ٹھکلے، ڈیگٹریا، پنگ اور اش ٹھکلے کے حامل قائدین پنگ جیسے اہل انش اور بے لوٹ جذبے کے حامل قائدین نے چین کیونسٹ پارٹی کو ایسی قوت بنا دیا ہے، جو ملک کو سمجھا رکھتی ہے اور یہی قوت جدید چین کو مثالی اقتصادی قوت بنانے

پاکستان میں اسٹبلشمنٹ فوج ہے، جو ملک کا سب سے

کنی حالت میں نہیں بدلتیں گے اور یہ کہ اگر پاکستان علیکہ ذکار ہو تو چین برمملن مدد کرے گا۔

دو دن بائیوں سے چین اور امریکا کے مابین شیدی گی اور دو رکا

کے پاکستان نے ان دونوں کے ارتباط میں جو اہم کروار ادا کیا تھا، چین نے اسے فرمائی نہیں کیا تھا۔ چین کے ساتھ سفر برائے پاکستان اور سایہ نائب وزیر خارجہ چانگ و دین چین (جیسا کہ ہم دیکھے چکے ہیں کہ اسلام آباد سے چانگ تک ۱۹۸۲ء میں بھی سمجھ کے ہم کا ب تھے) کا ایک عضو ہیلپر ڈیل نے ۲۱ مئی ۱۹۸۲ء کو چینی اور امریکی اتحادات کی پوری ہوئی ساتھ پر شائع کیا تھا۔ اس کا اقتباس یہاں درج ہے۔

”خاص اہمیت کی بات یہ تھی کہ پاکستان نے چین اور امریکا کے درمیان ٹوٹے ہوئے ریتن کی بحالی اور کو پروان چڑھانے میں انہم کروار ادا کیا تھا۔ وسیع اور لوک پلک سے درست انتظامات کر کے پاکستان نے سمجھ کے پیچ جانے کی خیری طور سے راہ فراہم کی تھی جس کی وجہ سے نکسن کے چین جانے کا راستہ ہموار ہوا۔“ انہوں نے آج تحریر کیا تھا:

”میں یہاں خاص طور سے یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کے سیکریٹری ملک خارجہ سلطان محمد خان نے ہر ہی جانشناختی اور ٹلن سے چین اور امریکا کے درمیان شیدی گی کی خدلق کو پاٹ کے ملاقات کا انتظام کیا تھا اور یہ انتظام اتنا مکمل تھا کہ اس کی خوبی کی وضاحت چینی الٹیار بیان سے کرتا ہوں، جیسے یہاںکن کی آسمانی پوشک، مسٹر سلطان محمد خان چین اور پیاس است ہائے تھا مدد امریکا میں شیرنہ رہ چکے ہیں اور ان دونوں ممالک کے قائدین سے ان کی گہری دوستی رہی ہے اور دونوں ملکوں کا اعتماد بھی انہیں حاصل تھا۔ چینیوں کی گہری محبت سے یہ لطف اندور ہوئے، سفارتی ذمہ دار یوں سے سبکدوش ہونے کے بعد یہی بغیر چون چاہیجگ میں ایک یہیں الاقوامی بیٹک کے اعلیٰ مقام نما تھے کی جیشیت سے سرگرم کار ہیں اور چین کی تجدید یونیٹ ہنوز با تھے مدار ہے ہیں۔“

باد جو دس کے مدد جو بالا اقتباس میری فہرست (جو خونماں کو پسند نہیں کرتی) کے خلاف ہے مغل اس وجہ سے یہاں کی خلاف ہے کہ چین اپنے دوسرے احباب کو فرمائی نہیں کرتے اور طبیل عرصہ گزرنے کے بعد بھی ان کے کاربارے غمیباں کو یاد کرتے ہیں۔ فی زمانہ یہ صفت نایاب ہے، کبھی یہ احسن صفت پاکستانیوں کی رُگ و پر میں بھی سماں ہوئی تھی مگر اب مغربی تقدیم کی لفڑ کرنے سے یاد ماضی بن کر رہ گئی ہے۔

لینیہ: فلسطین مقتدرہ میں قیادت کے لیے چیلنج

یہ بات اب بالکل واضح ہے کہ اسرائیل اٹھجھٹنگ ن صرف قلعی خودت بلکہ متبوشہ فلسطینی ریاست کی انتظامیہ کے عدو خال تک کومناری ہے، خصوصاً اسرائیلی عسکری قوت اس بات پر خبردار رکھ جائے کہ فلسطینی انتظامیہ کسی بھی شکل میں اسرائیل کے مقابلہ نہیں ہے۔ اسرائیل اخبار Haaretz کے مطابق وہ اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ اگر مغربی کنارے پر فلسطینی حکومت کا کنش روشن ختم ہو تو اسرائیلی گرفت بھی کمزور ہو جائے گی، اور ایسی صورت میں حساس اور حرب اختلاف کی دلگڑھیں مغربی کنارے پر فتح کرنے کی کوشش کریں گی۔ اسی لیے اسرائیلی فہریہ ایجنسیاں اس بات پر بے چین ہیں کہ اس طرح موجودہ فلسطینی حکومت اور محمود عباس کو بجا بیا جائے اور یہ بات جوست اگلی طور پر اسرائیلی سیاسی قیادت اور امریکی انتظامیہ دونوں کے خلاف جائی ہے، اب بجد اسرائیل اور امریکا دونوں اسلوب، عاپدے کو مردہ قرار دے پکھے ہیں اور محمود عباس کی حکومت کو تحلیل شدہ حکومت سمجھ کچکے ہیں، یہ دونوں اس حقیقت سے نظریں چاہ رہے ہیں، جو انہیں محمود عباس انتظامیہ سے حاصل ہے۔ انہوں نے اب تک فلسطین کی تحریک ہر جام کو قابو میں کیا ہوا ہے، فلسطین کی سیاسی سرگرمیاں بھی محمود عباس کی وجہ سے ختم ہو چکیں ہیں۔ اگر اسرائیل اور امریکا اپنی شدت پسندی کی وجہ سے اس سارے انتظام کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس کے بعد جو کچھ بھی ہو کار وہ ان دونوں ملکوں کے مقابلہ نہیں ہو گا۔ (ترجمہ: سیاہر)

"Israel, the US, and the PA succession conundrum". ("aljazeera.com"). July 28, 2019)

اسلامک رسیرچ اکیڈمی کی نئی کتاب

اطلیعہ داری اور دانہ

سینہر سیدر الابرار



منیر احمد خلیلی

لیکن: معاشر

اسلامک رسیرچ اکیڈمی

اکیڈمی بک سینٹر، D-35، بلاک-5

فیڈرل بی ایسیا، کراچی۔ فون: 021-36809201

فائز ہونے والوں کے محابے کے حوالے سے غیر معمولی اور غمیاں حد تک سفاک وغیرہ پک دار ہی ہے۔ ایسے میں اس بات پر یقین رکھنی ہے کہ معاملہ کی سیاسی جماعت یا شخصیت کو پروان چڑھانے کا ہو یا مغلظ طور پر خالقہ کرنے کا، وہ بیشہ ملک کے بہترین مفاہیں تحریک ہوتی ہے۔ ناقرین اسے سوچ اجھیزگ کہجے ہیں، جس کی جریں موجودہ حکمران جماعت میں بھی پائی جاتی ہیں۔ بلا واسطہ یا با واسطہ مداخلت نے، خواہ نیک نتیجے سے کی گئی ہے ایسے ناقابل قبول نتائج پیدا کیے ہیں جن کا ارادہ نہیں کیا گیا تھا، جس کے نتیجے میں میراث، شناختی، جواب وہی اور سیاسی درستی کے اصول پر سودے بازی پر مجدور ہونا پڑا۔

جیسیں میں ہر معاملہ کا میاب اس لیے رہا کہ اس نے ایک نظام، ایک جماعت، ایک زبان اور ایک قوم کے تصور پر پہنچنے کی بخشیدہ مقاصد حاصل کیے۔

چین کی کیونسٹ پارٹی نے اپنی صفوں میں احتساب کا عمل تواتر سے آگے بڑھایا ہے۔ وسری طرف پاکستان میں فوج نے اپنے مقابلہ کو اولیت دینے والے سیاست دانوں کو بے صبری سے باریاں لیتے ہوئے دیکھا، جنہوں نے اختیارات غلط طریقے سے استعمال کیے، دولت جمع کی اور حکمرانی کے نظام کی اصلاح پر برائے نام توجہ دی۔ اس کے نتیجے میں حکمرانی کی لاگت بڑھ گئی اور فوج کو ملک بچانے کی فاطرہ مداخلت کرنا پڑی۔ جرنیل (ایوب خان، سید احمد اختر اور پرویز مشرف) جب اقتدار میں تھے اب ہوں نے ملک کے گونا گون معماشی مسائل کا حقیقت پسنداد حل جلاش نہیں کیا۔ اٹھجھٹنگ نے بدعتوں کے الزام کی بنیاد پر اور احتساب کا تعریہ لگا کر سیاسی معاملات میں بلا واسطہ یا با واسطہ مداخلت کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی۔ احتساب کا عمل ملک میں آئی مقبولیت حاصل نہیں کر سکا۔ اس کا تیناہی سبب یہ ہے کہ کریشن کرنے والوں سے جواب طلب کرنے کے نظام میں خرابیاں پائی جاتی ہیں۔

بلوچستان کی چند جماعتوں اس بیلینگ ایکٹ کا نمونہ ہیں۔ کیونسٹ پارٹی کی قیادت میں جیش نتائج بالکل بر عکس ہیں۔ کیونسٹ پارٹی کی دنیا کی بڑی میشیت ہے۔ جی اسی کو کے پیرواؤں کی ہدایات کے تحت پاکستان علاقائی اور مین الاقوامی محاذاوں پر لڑتے ہوئے سلامتی کو لائق خداشت کی حامل ریاست سے نارمل ریاست بننے کے مرطے میں ہے۔ پاکستان کے تمام مسائل سیکورٹی کو بنیاد بنا کر تیار کی جانے والی پالیسیوں کے بلن سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسیں میں حکمرانی کا طریقہ درست اور سخت رہا ہے۔ مقابلہ عامہ کو مرکزی حیثیت دینے والی ریاست مشیری وہاں فعال رہی ہے۔ سبی وہ نظام ہے جس کی مدد سے جیسیں کی کیونسٹ پارٹی ملک کو معماشی کر شئے کی ملک دینے میں کامیاب رہی ہے۔ کیونسٹ پارٹی کسی بھی خرابی کے لیے کسی اور کومور والرام پھر اسے کی پوزیشن میں نہیں۔ اسے اگر الام دینا تھا تو اپنے تی لوگوں کو۔ تینی سبب ہے کہ وہ احمد عبدول پر

تعداد، بہت غمیاں ہے۔ پاکستان کے تمام مسائل اسیکورٹی کو بنیاد بنا کر تیار کی جانے والی پالیسیوں کے بلن سے درکتی استعمال کرتی ہے۔ سیاست دانوں، کاروباری افراد اور قانون دانوں پر مشکل مفاد پرست عماصر احتساب کے عمل کو خجا دکھا دیتے ہیں۔ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ جو لوگ احتسابی نظام کو چلانے کے ذمہ دار ہیں ان میں مطلب صلاحیت ہے شائی ارادہ۔ (ترجمہ: محمد راجہ خان)

"Pakistani and Chinese establishments". ("Daily Times". Sept 12, 2019)

فلسطینی مقندرہ میں قیادت کے لیے چیقلش

Adnan Abu Amer

امریکا نے محمود عباس کے حکومتی تعاونوں سے رابطہ کے بجائے باڑ فلسطینیوں اور تاجردوں سے رابطہ کیا، جچھلے دو سالوں کے دوران ٹرمپ انتظامیہ فلسطین تاجر اور باڑ فلسطینی افراد کے درمیان بہت سی ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔

ای وران فلسطین سیاسی طاقوں نے بھی واشنگٹن سے رابطہ بحال کیے ہیں۔ سابق وزیر اعظم سلام فیاض اور فلسطینی تاجر صدراں مجاہی سیاسی سرگرمیاں شروع کر دی ہیں۔ عدنان مجاہی نے پچھلے سال حساس اور اتفاق کے درمیان مقامیت کے معابرے کے لیے کوششیں کی ہیں۔

بھرین درکشاپ میں امریکا نے ایک ایسے فلسطینی تاجر کو دھوڈھا کا، جو محمود عباس کے ریاست ایجنسی کے مقابلے کا مقابلہ ہے اور امریکا کے ایجنسی پر کام کرنے کے لیے تیار ہے۔ اشرف الجباری جن کا اعلان فلسطین کے مغربی کنارے ہمدردن سے ہے، انہیں اسرائیل میں تعینات امریکی سفیر "ایڈ فرائمین" امریکی دوست کرتے ہیں۔ امریکی سفیر کے مطابق الجباری فلسطینی مغربی کنارے میں اپنے ایک عیٰ قائم بنانے جا رہے ہیں، جو لوگوں کی فلاج و بہوجوں کے لیے کام کرے گی اور محمود عباس کے ریاست ایجنسی کی خلافت کرے گی۔

واشنگٹن یہ بات شاید اچھی طرح سمجھتا ہے کہ محمود عباس کی حکومت کا خاتمہ ان باہر شخصیات کے بیٹ کی بیٹ نہیں ہے اور نہ یہ کوئی انتقام بحق ایک الیت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ محمود عباس کو دیا میں رکھنے کے کام آسکتے ہیں۔ ٹرمپ انتظامیہ یہ چاہتی ہے کہ اسے ایسی فلسطینی تیادت ملے، جو فلسطین میں اسرائیل اور امریکا کے امن منصوبے کے لیے کام کرے اور اس بات کا بھی خیال رکھے کہ محمود عباس کے بعد کون حکومت سمجھاتا ہے۔ کی اسرائیلی استیک ہولڈ صرف رام اللہ میں حکومت کی تبدیلی نہیں چاہتے ہیں، بلکہ وہ اسلامی معابرے کے تھوڑے چاہتے ہیں کہ فلسطین اپنی ریاست سے مستبردار ہو جائیں اور اپنی تکالیف کر لیں۔ فلسطین کے مسئلے کا ایک اور حل یہ کہیں کیا جاتا ہے کہ فلسطینی مغربی کنارے کو نزدیں سے جوڑ کر انتظامی خود مختاری دے دی جائے۔

جب کہ تجھ اسرائیلی اس بات کے خوبیاں ہیں کہ فلسطین حکومت کو ختم کر کے مقامی فلسطینی سیاسی انتظامیہ بنائی جائے، جو خاندان اور کنول پر حکومت کریں اور اسرائیل فلسطین کے دیگر شہروں میں اس انتظامیہ کی مدد کریں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ پہلے اسرائیلی مددے فلسطینی انتظامیہ جلا کر تھی۔

||||||| ہاتھی صفحہ نمبر ۱۱ |||||

کنارے سے ہونے والے مظاہروں اور احتجاج کو روکا جاسکے۔

فلسطین میں کلی سینئر حکام ایسے ہیں، جو محمود عباس کے بعد صدارت کے خواہیں ہیں۔ پارٹی کے ڈپنی چیئرمن اور نابویوں کے گورنمنٹوں اعلوں میں پسند صدارتی امیدوار ہیں۔ اسرائیل کی خلافت کی وجہ سے فتح کے حامیوں میں معروف ہیں اور ان پر انہیں تک بد عنوانی کا بھی کوئی داع غیر ہیں ہے۔

جریل رجوب بھی اتفاق کے معروف امیدوار ہیں۔ یہ فلسطینی قبائل فیڈریشن کے صدر اور مغربی کنارے کی سیکورٹی فورس کے سابق چیف روپکے ہیں۔ جریل رجوب فلسطین ایک جس سروں پر کثراول اور اسرائیل امریکا سیکورٹی ایجنسیوں سے تعلقات کے خواہی سے بھاٹے ہے جاتے ہیں۔

جزل ایک جس سروں کے سربراہ مجدد فراخ بھی محمود کے جانشین بننے کے لیے ایک مشبوط امیدوار ہیں، اور حالیہ امریکی وفد سے ملاقات کرنے والے فلسطینی وفد کے سربراہ بھی تھے۔ جب کہ فلسطین اخراجی نے ٹرمپ کی جانب سے بھیجے گئے وفد کا بایکاٹ کیا تھا۔

افواہوں کے مطابق پی ایل اور کے معتمد صائب ارکات بھی صدارت کے امیدوار ہیں۔ فلسطین میڈیا کے مطابق انہوں نے ۲۰۲۰ء میں اسرائیل سے مذاکرات کے دوران اسرائیلی و مراعات دینے کے حق میں رائے دی تھی، میں بات ان کی کارکردگی پر ایک بدنادشت ہے۔ اسی وجہ سے فلسطین میں وہ زیاد و مقول تھیں ہیں۔ بالکل اسی طرح محمود عباس کے پرانے حریف محمد دبلان بھی صدارت کی دوڑ میں شامل ہیں لیکن وہ حالیہ دوں میں سعودی عرب اور امارات کے ساتھ ایک تعلقات کی وجہ سے فلسطین میں اپنی تقبیلہ کھو رہے ہیں۔

اگرچہ دبلان کے علاوہ تمام امیدواری امریکا سے مذاکرات کا بایکاٹ کرنے میں محمود عباس کے ساتھ تھے، لیکن محمود عباس کے صدارت سے پہلے تو صورت حال بدل جائے گی، اور اس وقت واشنگٹن کی پوری کوشش یہ ہے کہ کسی طرح صدارت سے محمود عباس کو بنا کر رام اللہ میں کسی ثقیل شخصیت کے آئے کارست بنا جاسکے۔

فلسطینی مقندرہ کا مستقبل
ٹرمپ انتظامیہ برادر راست فلسطین کی حکومت کے ساتھ فلسطین کے اصل مسئلے پر مذاکرات کے لیے رابطہ نہیں رکھی۔

۲۰۲۰ء میں صدر ٹرمپ کے صدارت کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد سے فلسطینی صدر محمود عباس پر انتفعہ کے لیے مستقل دہاؤ والا جارہا ہے۔ واشنگٹن نے واضح طور پر محمود عباس کی قیادت میں فلسطینی مقندرہ کے ساتھ کسی بھی حرم کے معاہدہ یا رابطہ کے لیے مشغول رہا ہے۔

وائٹ ہاؤس کے سیسیز مشیر جیرہ سشر نے بھرین درکشاپ، جہاں واشنگٹن کا "معاشی منصوبہ" رائے اسکے پیش کیا جا رہا تھا، میں محمود عباس کے فیصلے کا بایکاٹ کرنے کا اعلان کیا۔ اس دوران اسرائیل کے اعلیٰ عہدیداروں نے اس بات کی امید ظاہر کی ہے کہ صدر محمود عباس جلد صدارتی آفس جھوڈ دیں گے، امریکا کے سابق وزیر اقتصاد نے یہ بھجوئی کی ہے کہ اسکے بعد فلسطینی خود قیادت کی تدبیلی کا طالبہ کروں گے۔ موجودہ اسرائیلی حکومت مسلسل جارحانہ اقدامات سے فلسطینی حکومت کو بغیر ملکم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اسرائیل حکام نے ۲۰۱۶ء میں "النیکس ریونیو پر بھی پانچ سالی کالائی ہے، جس سے فلسطینی شہریوں کی ہر ماہ تجنود میں میں مسائل کا سامنا ہے، اس کے علاوہ امریکا کی امداد میں بھی کوتی کروائی جا رہی ہے، جس سے رام اللہ میں معاشی بحران جنم لے رہا ہے۔ اب جب کہ امریکا اور اسرائیل کی محمود عباس کو ہٹانے کی کوشش واضح نظر آ رہی ہے اسراۓلیں اسلامیہ شہر اسرائیل کی حکومت کو محمود عباس کی برطانیہ کے خطراک تنانگ سے آگاہ کرچکی ہے۔

جاشینی کی جنگ

فلسطین میں ایک غیر سے "حکومت کے جاشعین" کے لیے بحث جاری ہے۔ محمود عباس کی مدت اقتدار میں، فلسطینی لبریشن آر گنائزیشن "نے توسعہ کی، ورنہ ان کی مدت صدارت ۲۰۰۹ء میں ختم ہو چکی تھی۔ فلسطینی اس وقت کسی بھی قسم کے انتخابات کے لیے تیار نہیں ہیں، کیوں کہ تمہارا اور اتفاق کے درمیان مسلسل تباہی کی یہیت ہے۔

۸۳ سالہ ضعیف محمود عباس اس وقت مراحتت کے قابل نہیں، وہ آسمانی سے استحقی دے دیں گے لیکن انتفعہ سے پہلے وہ اپنا نجہب یا قائم مقام نامزد کریں گے تاکہ انتقال اقتدار کا مرحلہ تکمیل کیا جاسکے۔ امریکا اور اسرائیل یہ چاچ ہے کہ انتقال اقتدار جذداز جلد ہو سکے تاکہ پچھلے دو سال سے مغربی

خدا کے نام کا غلط استعمال نہ کرو!

کرتے ہیں، اور آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یہ علی رویہ نہیں تھا بلکہ رہی ہے۔ اس حالت سے مورثیں بوكائیے کی کتاب ”قرآن، پائل اور سائنس“ کا مطالعہ مفید ہو گا۔ اگر قرآن وحی الہی نہیں، تو اس جیسی زندہ کتاب، سورت، یا آیت کوئی بیش کرے، جوزمان و مکان سے مادراء ہو، جسے بیشی حاصل ہو، جسے بخے ایٹھیں کی ضرورت نہ ہو اور جسے کسی طور جھلنا پایا جاسکے۔ (یہ آن حکیم کا کھلا جھٹکھی ہے۔ جسیں جھٹکھیں اس کے وحی الہی ہونے کا عظیم ترین ثبوت ہے)۔ ہماری سائنسی معلومات کے مطابق، تمام مقدس کتابیں تصوراتی و تجسساتی انسانوں نے رقم میں (وہی اہل قریش والا جمالان اعزاز کر تھے) اسے صاحب تھے۔ صاحب تھوڑا بالہ مجوس یا کامیں میں۔ پروفیسر صاحب کی کون سے سائنسی اکتفاف سے یہ جانا جاتا ہے کہ مقدس کتابوں کا اصل متن کون سا ہے؟ اور وہ اصل متن کیوں سمجھا جاتا ہے؟ کہ میادوں پر سمجھا جاتا ہے؟ اور اگر وہ اصل متن ہی نہیں ہے تو پھر مقدس کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اگر جعل ہے؟ سچ شدہ ہے؟ تو پھر غرب کے خلاف بحث کیسے ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ سوائے قرآن مجید کوئی مقدس کتاب روکے دیں، تو وہ پراسرار عمدہ کی انتہکو کرتا ہے اور انسانی فہم کی تم مانگی و اسخ کرتا ہے۔ (وہ (ذہنی) کہتے ہیں سائنس لیگ پیغمگ کی وضاحت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ خدا کا کام ہے۔ یہ بالکل ایسا ہے جیسے جادوگر لوگوں کو بے توف بارہا ہو) (پروفیسر ہزاری بیشیر کی دلیل خدا کے وجود کا انکار کرنا چاہر ہے ہیں۔ احکام عشرہ بہایت دیتا ہے کہ خدا کے نام کا غلط استعمال تجویز نہ کرو۔ شاید اس بہایت کا مطلب یہ ہے کہ نہیں سیاسی مفادات، معماشی مفادات، اور سیاسی ایجاد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ تجویز بیشی تھی خدا کے وجود کا اسرار محربان کرتا ہے۔

احکام عشرہ بہایت دیتا ہے کہ خدا کے نام کا غلط استعمال تجویز نہ کرو۔ شاید اس بہایت کا مطلب یہ ہے کہ نہیں سیاسی مفادات، معماشی مفادات، اور اسی تقویں کے لیے خدا کا نام استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ہم احکام عشرہ کے تصریح حکم پر عمل کریں تو ویسا زیادہ محفوظ مقام بن جائے۔ تم پڑو سیوں سے جگ کرنا چاہتے ہو، اُن کی زمین تھیا ناچاہتے ہو؟ تو پھر خدا کو چھوڑو اور کوئی دوسرا بہادر تراشو (نہ بخال نہیں کی بڑی بوسیدہ سی دلیل ہے کہ کیونکہ لوگ بد اعمال ہیں اور اپنے مفادات کے لیے خدا کا نام استعمال کرتے ہیں، چنانچہ نہ بھبھا کا کوئی وجودی نہیں ہے۔ اگر اس دلیل کو ان لیا جائے تو وہ کوئی آئینے کے سارے قوانین ہی ختم ہو جانے چاہئیں، کیونکہ ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا! پھر کیوں نہ اقوم تنہدہ کو تاریخ کے کچھے داں میں پھینک دیا جائے؟ پھر کیوں دریاستوں سے بغاوتی کرو جائیں کیوں اپھر کیوں نہ مابریں نفیات کو جلوں میں بھیج دیا جائے؟ پھر کسی بھی قانون کی یا

خدا کے نام کا غلط استعمال نہ کرو! اسم اللہ الرحمن الرحيم (”شروع اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان نہایت حرم والا ہے۔“ اللہ ابھنھے ناموں کا مستحق ہے، اس وابھنھے ناموں سے پاکارو اور ان لوگوں کو چھوڑو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے محرف ہو جاتے ہیں۔ جو کچھوہ کرتے رہے ہیں اس کا پدر وہ پاکر رہیں گے۔ (الاعراف۔ ۱۸۰)۔ حضرت ابوسعید خدري فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ تھیں دیوانہ کہنے لگیں)۔ کیا خدا جو دو رکھتا ہے؟ اس کا انصار اس بات پر ہے کہ آپ کے ذمہ میں تصور خدا کیا ہے: کوئی کائناتی راز ہے یا عالمی قانون ساز؟ کبھی کبھی جب لوگ خدا کا ذکر کرتے ہیں، وہ ایک بہت بڑے معنے کی بات کرتے ہیں، جس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے (الله، وہ زندہ جاوید بھتی، جو تمام کائنات کو سنجھا لے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ نہ وہ سوتا ہے اور نہ اسے اوٹھ آتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اچھا ہے، اس سے بھی وہ اتفاق ہے اور اس کی معلومات میں کوئی چیزان کی گرفت اور اسکی میں نہیں آسکتی، الیکر کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی تکمیلی اس کے لیے کوئی تحکما دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہ ایک بڑگ و برتر ذات ہے۔ (جیت انگریز، البرقة۔ ۲۵۵)۔ تم اس پراسرار خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اسرا رکائنات پر سے پر وہ اٹھائے۔ طبیعت کے بنیادی قوانین کی صورت گردی کیسے ہوئی؟ شعور کیا ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ ہم ان سوالوں کے جواب نہیں جانتے، اور ہم اس علمی کو خدا کا نام، وے دیتے ہیں (پڑھو (اے نبی) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، سچھ ہوئے خون کے ایک لٹھراے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو، اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سمجھایا، انسان کو وہ علم دیا ہے وہ نہ جانتا تھا۔ (اطلاق۔ ۱۔۵)۔ اس خدا کی صفات کے بارے میں ہم کوئی

سیکولر آئینہ میں

پھر کیا ہے سیکولر آئینہ میں؟ سیکولر کا سب سے اہم تعلق ایسے ہے کہ جو مذکورہ اور ثبوت (حیات) پر انعام کرتا ہے۔ سیکولر ایج اور یقین کو گلہ نہیں کرتے۔ اگر آپ کا کسی کہانی پر پورا یقین ہے تو یہ آپ کی تفہیت کی وجہ پر یقین دیجئے۔ سیکولر ایج اور یقین کو گلہ نہیں کرتے۔ اگر آپ کا واضح کرے گی، آپ کا بھیپن، اور آپ کے ذہن کا سانچا شایاں کرے گی۔ مگر ان سب سے یہ ثابت نہیں ہو گا کہ کہانی صحی ہے۔ جبکہ سیکولر کسی گروہ، فرد یا کتاب کو مقدس قرار نہیں دیتے (یعنی سائنس کو مقدس سمجھتے ہیں)۔ یہ سب صحی و مقدس قرار دیتے ہیں، جہاں کہیں بھی وہ خود کو آنکھار کر دے۔۔۔ قدیم یوسیدہ بڑیوں میں، دور کی کہنناوں کی تصاویر میں، انداد و اثر اور ذہنا کی حیر پر، اور مختلف رواتی تحریروں میں (یعنی سیکولر حضرات مذکوروں کی زندہ تعلیمات اور ہمدریہن کروار اور سچے قول پر یقین نہیں کرتے بلکہ یوسیدہ بڑیوں اور غاروں کے اوہ ملٹیشن و نکار پر ہمیزی گئی قیاس آرائیوں پر ایمان رکھتے ہیں)۔ اس سے یہ وہی جدید سائنس کے ذریعے ہے، جس نے انسان کو اس قابل ہالیا کہ اس کے نکارے کر سکے، ہیزم کو سمجھا جاسکے، زندگی کے ارقاء کا جائزہ لیا جاسکے، اور تاریخ انسانی کا فہم حاصل کیا جاسکے (یہ سائنس پر ایمان ہے۔ یعنی سائنس بھی تھیہ ہے، نہیں کہ۔۔۔ سیکولر حضرات کا ایک اور اصول زندگی "زم" ہے۔ سیکولر اخلاقیات خدا کی پابند یا تابع اور نہیں، بلکہ انسانی معاصب کے مقابل وضع کی گئی ہیں۔ سیکولر ایج سے اس لیے پرانی نہیں رہتا کہ کتاب مقدس نے روکا ہے بلکہ اس لیے باز رہتا ہے کہ "قل"، دیگر انسانوں کے لیے باعث رنج ہوتا ہے (یعنی سیکولر اپنی عقول اور جذبات کی ملکیت کا دعویٰ رہا ہے، اور غالباً کائنات کا ملکر ہے کہ جس نے یہ عقول اور جذبات عطا کیے)۔ مذکوری لوگ قل سے اس لیے گریز کرتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے۔ لیکن (انسائیل، ۸۱)۔ جبکہ سیکولر حضرات مختلف شاخوں کے ساتھ اطمینان سے گزار کر لیتے ہیں۔ جہاں تک سیکولر ایم کا تعلق ہے، آپ اپنے آپ کو مسلمان کہلو سکتے ہیں، جو پر بھی جا سکتے ہیں، حالانکہ بھی کھا سکتے ہیں، اور سیکولر سائنس کے رکن بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ وہ اخلاقی کوڈ ہے جسے لاہوں مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں نے اپنارکھا ہے۔ یہ سب سچائی، رحمتی، مساوات، اور آزادی اور غیرہ کے گیت کا تھے۔ یہ جدید سائنس کی بنیاد پر یقین رکھتے ہیں اور جدید جمیوری اداروں کی تہذیب کرتے ہیں۔ اس وقت کیا کیا

پہنچ دھرانے پر مذکور ایج و ذہن سے پیدا ہوتا ہے، اور یہاں پہلے اس ذہن کو تھیان پہنچاتا ہے، جو اس پر آمادہ ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ لامپ، حسد، خصوصیات کا خوش کرنے والے جذبات ہیں۔ ان سب کے ہوتے ہوئے آپ خوش نہیں رہ سکتے۔

لہذا، یہیں اخلاقیات کے لیے خدا کی ضرورت نہیں ہے۔ سیکولر ایم ہیں وہ سب اقدار فراہم کر سکتا ہے، جس کی یہیں ضرورت ہے (پروفیسر صاحب آخر میں ول کی بات کہے گے)۔

سیکولر ایم: اپنا سایہ پہچانو!

"تعت؟"۔ جب میں خدا کا نام لیتا ہوں تو ذہن میں داعش اور صلیبیں جنگوں کا خیال ابھرتا ہے (داعش اور صلیبیں جنگوں دووں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ داعش رائے کے وہشت گرد ہیں۔ صلیبیں جنگیں پوپ ارہمن دم نے مسلمانوں کے خلاف چیزیں جو دو سوال تک چلے جائیں۔ حالیہ صلیبیں جنگ کا نعروہ جاری ہے، پس نے لگایا اور امریکا کی ساکھ تباہ کی، وہجا کو جاریت کی آگ میں دھیلایا گیا)۔ جب میں وجود خدا کے اسرار پر غور کرتا ہوں تو ذہن میں دیگر الفاظ اور مختلف تصورات ابھرتے ہیں، تاکہ الحجاج اسے محفوظ رہوں۔

بے خدا اخلاقیات (الغوبات) ہے۔ خدا کو جو ابدی اور خدا سے صلکے بغیر کسی اخلاقیات کی کوئی معنویت نہیں۔ یقیناً کا نتیجہ امرار و رموز معاشرتی ظہر کے لیے چونہیں کر سکتے (ثابت شدہ حقیقت ہے کہ معاشرے بیشہ مذہبی تعلیمات پر تکلیف پائے ہیں)۔ لوگ اکثر سمجھتے ہیں کہ میں خدا پر یقین رکھنا چاہیے جس نے محکم معاشرتی توائیں مہیا کیے، ورنہ ورسی صورت میں اخلاقیات کا جو دوستی باقی نہ رہے اور معاشرے کا شیرازہ بکھر جائے۔ یہ درست بات ہے کہ خدائی احکامات معاشرتی ظہر کے لیے ابھر تھے، اور بھی کبھی شبہ نہایت سامنے لاتے تھے۔ وہ حقیقت مذہب ایک ہی وقت میں جہاں نفرت اور تھسب پیدا کرتے تھے وہیں محبت اخوت کا درس بھی دیتے تھے۔ اگرچہ اس کی مذکوری اخلاقیات حرم دلی پر مائل کر سکتی ہیں۔ لیکن اب اخلاقیات کے لیے نہیں کی ضرورت نہیں۔ اخلاقیات پر عمل دارم کے لیے کسی ماورائی ہستی کا پابند ہونا غیر فطری لگتا ہے (خدا کے بغیر اخلاقیات کا تصور غیر فطری اور اتفاقاً یا ہے۔ اگر کوئی جزا اور نہیں؟ کوئی انسانی تھوڑی؟ زندگی کی کوئی معنویت نہیں؟ تو پھر کوئی کیوں اخلاقیات کا پابند ہو؟)۔ انسان معاشرتی حیوان ہیں، اور حیوانوں میں بھی اخلاقیات فطری طور پر موجود ہوتی ہیں۔ محبت، رحمت، اور کیمیوں کے بغیر کون خوش رہ سکتا ہے؟ پھر انسینوں کے بارے میں اسکی اخلاقیات کیا ہدایت دیتی ہیں؟ کیوں راجہنیوں کو قل کر کے ان کا مال لوٹ لیا جائے؟ مگر ایسا کرنے کی صورت میں بد لے کا خذر رہے گا، اور معاشرت و تجارت کا چلتا مشکل ہو جائے گا (یہ انتظامی اخلاقیات کی خود غرضانہ تھیم ہے، مترجم)۔ قدیم چین سے جدید یورپ تک دانشوروں نے یہ سہرا اصول تسلیم کیا ہے کہ دوسروں کے ساتھ وہ سلوک نہ کرو جو اپنے لیے پسند نہ کرو۔ دوسروں کو تکلیف دینا بیشہ آپ کو تکلیف دیتا ہے۔ ہر

جزلائیک ہے، جو خود ایک عقیدہ ہے۔ جدیدیت اور صفتی پیشہ کے جتنے بھی مہلک نہان ہر آدمیوں، سرمایہ دار اسے جو زندگی کریں گے۔ یہ جنگیں کرتے ہیں، ان میں اربوں وال رہائی کرتے ہیں، عراق اور افغانستان جیسی بجھوں پر عام انتخابات کرواتے ہیں، اور تو قیم رکھتے ہیں کہ ذمہ دار کی جمہوریت یہاں خود ادارہ جاتے گی۔ آپ یہاں جمہوریت پر سوال نہیں اٹھاتے۔

یقیناً سارے عثائقہ کیساں طور پر ظہراں کی نہیں۔ بالکل اسی طرح تکمیلی عقائد کے سمجھ انسانیت کا بھلا کیا۔

یکی انسانی حقوق کا سچا نظریہ ہے۔ حقوق کا خود انسانوں کی اُن کیاں دعویٰ سے ہی رآمد ہوتا ہے، جو وہ ایک دوسرا کے ساختے ہیں۔ یہ کہاںیاں مذکوری تصور اور آمر کھوتوں کے خلاف جدوجہد کے دران وجود میں آئیں۔ شاید یہ انسانوں کی فلاں میں سب سے زیادہ حتم ڈالنے والی ڈائٹریشن بن کر سامنے آئی۔ گرفتوں یہی اور مصنوعی دیانت انسانیت کی بنیادی یادیوں کیاں ہیں اور جو ایک ایک عقیدہ ہی ہے۔

جب یادیوں کی وجہ سے انسانوں کے ساتھ مذکورہ معاشرے میں تغیری لاریتی ہے۔ جب یادیوں کی وجہ سے انسانوں کو موت پر قابو پا لے گی تو جنہیں کے حق کا کیا ہو گا؟ اگر ہم آزادی کی قدر کے پابند ہیں تو پھر ان یہاں تھم کا کیا ہوگا، جو ہماری چیزیں خواہشات آنکھا کر دیں گے؟ اگر ہم انسان انسانی حقوق سے لطف اٹھاتے ہیں تو پھر کیا پر یہاں سپر رائٹس سے لطف اٹھائیں گے؟ جب تک لوگ سیکولر انسانی حقوق سے چھڑ رہیں گے مذکورہ معاشوں سے منٹا دشوار ہو گا۔

سیکولر ازم: حقیقت کیا؟

سیکولر ازم کو مغربی استعماریت یا سرمایہ داری جیسا نہیں سمجھتا جائیے۔ یہ ان کے اعمال کے لیے جواب دہنیں (یہ بالکل علاحدہ ہے)۔ مغرب میں مذہب اور سیاست کی خدائی سے ہی ماہ پرستی، صفتی سفا کیت اور استعماری احتصال کی بنیاد پر ہے۔ سیکولر ازم کی تعلیمیں ہی مغرب کا لگنا ہے، جس سے بربرائی نے جڑ پیڑی۔ سیکولر ازم سماں نہ اور تو عن انسان کی فلاں سے متعلق ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ چونے سیکھوں پر مقام کیے جکہ یہوں کی تعلیم نہیں دی، انہوں نے صرف محبت کا درس دیا تھا۔ سیاحت سے یہ خدمت ہوا کہ محبت کا درس بھالا دیا گیا۔ سکی پیر دکاروں نے محبت کا تصور سمجھا، اور ایک بار نہیں بلکہ بار بار کیا۔ ہر مذہب اور نظریہ اپنے سامنے میں ہے۔ سیکولر ازم کو کم از کم ایک بڑا

سیکولر حضرات زیادہ فیسے دار ہوتے ہیں۔ وہ کسی بالادست قوت پر یقین نہیں رکھتے، جو دنیا کا نظام سمجھا لے، گناہ کاروں کو سزا دے، نیکو کاروں کو جزا دے، اور ایک جگ قحط اور بیماریوں کے خوف سے محفوظ رکھے۔ ہم گوش پوست کے انسانوں کو اپنے ہر عمل کا خود میں دار ہوتا چاہیے۔ اگر دنیا دکھے سے بھر جائے تو ہماری فیسے داری ہے کہ اسے دکھے سے بحاجت دلانیں۔ سیکولر جدید معاشروں کی کامیابیوں پر فخر رہتے ہیں۔ میڈیا میکل میں ترقی، غربت میں کمی، اور دنیا کے بڑے حصوں میں اُن وامان کا قیام وغیرہ۔ ہم ان کا میابیوں کا سہرا کی اسلامی معاوضہ کے سرخیں یاد رکھتے۔

بالکل اسی طرح، جدیدیت کے حجم اور ناکامیوں کی ذمہ داری تجویل کرنی چاہیے۔ یہ جامنگل کشی سے ماحولیات کی جاہی تک پہنچی ہے۔ مذکورہ سیکولر اقدار ایک کلکووز نہیں ہیں۔ یہ بودی بھی تھی کوہری مذہبیتی ہیں۔ یہاں بھی رحم ولی کی بات کرتے ہیں، اور مسلمان بھی مساوات پر زور دیتے ہیں (اعلیٰ انسانی اقدار وحی الہی کی دین ہیں۔ سیکولر حضرات نے تمام نہیں اقدار اپنی ہیں، انہیں اپنے حدود و محی پہنادیے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے اعلیٰ اقدار سیکولر ازم کی جھوٹی میں ڈال دیں۔۔۔ اور مذاہب کو تحریر بنا کر نہیں کیا ہے)۔

بالکل اسی طرح، سیکولر تعلیم بچوں کو مذہب سے چڑھنی بناتی (پروفیسر صاحب بھرپور مبالغہ اور ایک سے مذہب کا مذاہن اڑاتے ہیں اور پھر کمال فیاض سے مذہب کے لیے اپنے تین عظیم رعایت فرماتے ہیں۔ جب سیکولر نظام تعلیم نہیں جب کا مذاہن اڑاتے کا قوتوطیہ میں مذہب کے لیے احترام کا کوئی جذبہ کہاں باقی رہ جائے گا)۔ بلکہ وہ بچوں میں سچائی اور یقین کا فرق واضح کرتی ہے۔ انہیں سکھایا جاتا ہے کہ کسی اُن دیکھی سستی سے خوفزدہ نہ ہوں اور اپنے ہر عمل کی ذمہ داری محسوس کریں۔

سیکولر ازم پر اخلاقیات کی کمی یا عدم موجودگی کا اعتراض ہے بنیاد ہے۔ سیکولر ازم کا مسئلہ بالکل برکس ہے، اس کی اخلاقیات کے تباٹے لوگوں کی توقع سے بہت زیادہ ہے۔ اکثر لوگ اس اخلاقی کو کسے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے۔

بڑے معاشرے اتنا تھی اور اتنی مساوات نہیں حصل کئے (سیکولر اخلاقیات نہیں تعلیمات کا چہہ ہے ہیں۔ اس لیے لا دین معاشرے بھی آخر کار اسے برداشت نہیں کر سکتے اور کہیں نہ کہیں قائم کھل جاتی ہے)۔

مگر سیکولر ازم کے ساتھ ایک واضح مسئلہ ہے۔ یہ کیونکہ اس کے بغیر معاشرے کا شیرازہ بکھر جاتا۔ مگر وہ لوگ جنمیں تھے کہ خوب جانے کا خوف ہوتا ہے وہ زیادہ پر تشدید ہوتے ہیں۔

جائے، جب ایک عمل ایک فرد کے لیے تکلیف وہ جگہ دوسرے کے لیے تسلی کا باعث ہو؟ کیا یہ اخلاقی ہوگا کہ امراہ پر محولات لگائے جائیں تاکہ غربا کی فلاں ممکن ہو سکے؟ ایک خالم آمر کے خاتمے کے لیے خوبیں جگ جھیٹیں جائے؟ ان گفتگوں پر ایک ایسی صورت حال میں سیکولر حضرات خدا سے ربہنائی حاصل نہیں کرتے بلکہ ممتازین کا جائزہ لیتے ہیں، حالات کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور امکانات کی طرف جاتے ہیں۔ سیکولر حضرت دری کو اس لیے غیر اخلاقی سمجھتے ہیں کہ

”ہلیفہ وہ ہے۔“ مگر وہ یہم حق پرستی اور دیگر جنسی رعنایات میں انسانوں کے لیے ”تکیف“ کا احساس نہیں پاتے (سیکولر اخلاقیات کا بنیادی ”حق“ غیر فطری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جنس پرستی جیسے فتح ”غیر فطری“ عمل کے دروس معاشرتی و ندیانی تھنچانات کا اندازہ نہیں لھاسکتی۔ آن مغربی معاشرے کی جانی کا سبب ”غیر فطری“ جنسی تعلقات ہیں، جنمیں تے خاندانی نظام برپا کر دیا ہے اور رختوں کا احترام ختم کر دیا ہے۔ سیکولر اخلاقیات انسان کی فطرت کے تقاضے نہ سمجھ سکتی ہے، نہ انہیں پورا ہی کر سکتی ہے۔)۔ لہذا یہے جنسی تعلقات کے لیے خدائی احکامات کی ضرورت نہیں، بعض نفیاںی علم کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ وہ حقیقت سیکولر سائنسی تھانق پسند کرتے ہیں۔ سائنس کی ربہنائی کے بغیر، ہماری رحم ولی اکثر انہیں ہوتی ہے۔ حق اور حرم کے اخلاقی اصول ”مساویت“ تک لے جاتے ہیں۔ سیکولر حضرات مساوات کے معاملے میں مختلف الحیاں ہوتے ہیں، یہاں معافی اور سیاسی مساوات پر بحث جاری ہے۔ سیکولر اپنی قوم، ثقافت، اور ملک کی افرادیت پر خفر کرتے ہیں، مگر اسے بالآخر نہیں سمجھتے۔ اپنے ملک کے لیے خدمات ادا کرتے ہیں مگر وہاں بھر کے انسانوں کی خدمت پر یقین رکھتے ہیں۔

سیکولر تعلیمات سمجھاتی ہیں کہ اگر ہم ”کچھ“ نہیں جانتے تو ہمیں یہ تعلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم کچھ جانتے ہیں تو اس کے اظہار سے گھبرا نہیں چاہیے اور اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ بہت سارے لوگ ”نامعلوم“ سے خوفزدہ رہتے ہیں، انہیں ہر سوال کا صاف اور حقیقی جواب چاہیے۔ تاریخ کے سارے سفر میں لوگوں نے مکمل سچائی جانے کے لیے صحنی جوابات کے کسی نہ کسی نظام پر ایمان رکھا ہے، کیونکہ اس کے بغیر معاشرے کا شیرازہ بکھر جاتا۔ مگر وہ لوگ جنمیں تھے کہ خوب جانے کا خوف ہوتا ہے وہ زیادہ پر تشدید ہوتے ہیں۔

مداد فیض
۱۶ ستمبر ۲۰۱۹ء
// باقی صفحہ نمبر ۲ //

سعودی اور امارتی وزراء خارجہ کا دورہ پاکستان

آصف شاہد

کے جائزے پر بقین رکھتا ہوں، تب سے اپنے بہت کچھہ دوپکا اور پالیسیاں بھیشا آئیں جسیں نہیں تھیں۔ کمی عرب ملکوں کے اسرائیل کے ساتھ کھلے یا ڈھکے چھپے تعلقات ہیں، اسرائیل ایک اہم حقیقت ہے، پاکستان کو بھی اسرائیل کے بارے میں منوف موقوفہ میں تبدیلی لانا ہوگی۔

پرویز مشرف نے استبلیشمٹ میں پائی جانے والی سوچ کی عکاسی کی تھی۔ اب دوبارہ بھٹھ پھری ہے تو شاہ محمود قریشی نے بھی حصہ الاء اور کہا کہ عرب امارت کو اپنے قومی مفادات میں یقینوں کا اختیار ہے، میں الاقوامی تعلقات مذہب سے بالآخر ہوتے ہیں۔ فواد چودھری نے بھی تو پیر پایہ ایک مضمون باندھا۔ عرب و متوکل کی آمد مشرق و سطی میں تبدیل ہوتے اسٹریچ کے مفادات کے پیش نظر تھی۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا سوال بھی ان اسٹریچ کے مفادات میں اسی ہے۔ سعودی ولی عہد محمد بن سلمان تو پہلے سے یہ محاذیں میگریں سے اثڑو یوں میں سعودی ولی عہد نے کہا تھا کہ سعودی عرب اور اسرائیل کے کمی مشرک کے مفادات ہیں اور اگر خلیع میں امن ہو جائے تو اسرائیل اور علیچ تعاون تنظیم کے رکن ملکوں کے بھی مفادات مشترک ہو جائیں گے۔

اس سال فروری میں وارسا میں ہونے والی مشرق و سطی کانفرنس میں اسرائیلی ویزیر اعظم بنیٹن بھن بھن یا ہو شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کے افتتاحی سیشن میں بھریں اور امارت کے وزراء خارجہ اسرائیل کی طرف اور اس کے دفاع کے عنی میں دلائل دیتے رہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم کے ذفتر نے اس ٹنگلوکی ویڈیو لیک کر دی تھی۔ یہ ایسا بھی عرب ملکوں اور اسرائیل کے درمیان بڑھتی گرم جوشی کی ایک عدوہ مثال ہے۔

عرب امارت، بھریں اور عمان اسرائیل کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے کھل کر سامنے آچکے ہیں۔ سعودی عرب نے بھارتی ایزلاں کو اسرائیل کے لیے فناہی حدود استعمال کرنے کی اجازت دے گرفت اشارہ دیا ہے۔ بھی میں سعودی عرب نے اسرائیلی عربوں کو سعودی عرب میں قیام اور روزگار کے منصوبے کی منظوری دی۔ اسرائیلی تاجریوں کو خصوصی پرستی دیے جا رہے ہیں، جس کے بعد انہیں پاپورٹ دکھائے بغیر سعودی عرب داٹل کی اجازت ہوگی۔

سعودی عرب اسرائیل سے گھس کی دی رام کے لیے پاپ لائن منصوبے پر مذاکرات کر رکھا ہے۔ یہ پاپ لائن

امارات کو ان دونوں منصوبوں سے ڈرہے گئے اسے یہ

بھی علم ہے کہ انہیں روکنے کی پوزیشن میں نہیں، اس لیے وہ سفارت کاری کے اس سہرے اصول پر عمل ہیجے۔ امارت پاکستان کو دو شکن بنانے کی پوزیشن میں نہیں لیکن بھارت کے ساتھ مفاوضات بھی ہڑتے ہیں، اس لیے اس نے واضح کر دیا ہے کہ کشمیر کو چھوڑ رہا تھا تمام امور پر پہلے کی طرح تعلقات اور تعاون برقرار رہے گا۔

سعودی وزیر خارجہ امارتی ہم منصب کے ساتھ آئے تاکہ دو ہاشمی کا کام کریں۔ سعودی عرب اور امارت میں جنگ میں حلیف سے حریف بنتے جا رہے ہیں لیکن سعودی عرب اس امید پر امارت کا ساتھ تھا رہا ہے کہ بھن میں امارت جنوبی سین کی علیحدگی پسند کوں کی مرپرستی چھوڑو دے گا۔

اسراخیل میں یہ اسٹریچ کو ہونے والے انتباہات کے نتائج کے فوری بعد اسرائیل فلسطین امن منصوبے کی نسبت آئتی ہوئیں۔ امریکی صدر کے شامنہ خصوصی برائے مشرق و سطی حسین گریں بلاط کا استعفی اس امن منصوبے میں رکاوٹ نہیں ہے گا بلکہ یہ ایک اشارہ ہے کہ ان کا کام مکمل ہو گیا۔

اسراخیل فلسطین تمازج کے مکمل حل کے بعد اسرائیل کو تسلیم کرنے کا سوال بھی سراہنگ ہے گا۔ اس کے لیے پہلے ہی سعودی عرب اور پاکستان میں بھٹھ شروع کرائی جائی گی۔ سعودی عرب میں حکومت کے ماتحت ہیں کی حیثیت رکھنے والے صاحف اسرائیل کو تسلیم کرنے کے دلائل پیش کر رکھے ہیں اور رائے عامہ کافی حد تک ہموار کی جائیں گے۔

پاکستان میں معروف صحافی اور اسٹریچ کامران خان نے حکومت کا کام آسان کرتے ہوئے اسرائیل سے تعلقات قائم کرنے پر ثواب داعی اور اس کی ناخنگ ابھر تھی۔ کامران خان ایک دن پہلے پاکستان سے ملاقات کر رکھے تھے۔ امارت کی طرف سے مودی کو ایوارڈ دیتے جانے والے عمل نے بھی پاکستان میں اسرائیل سے تعلقات کی بحث چھیڑتے ہیں آسانی فراہم کی۔

پاکستان میں اسرائیل سے تعلقات کی بحث نہیں۔

۲۰۱۲ء میں پرویز مشرف نے اسرائیلی اخبار کو اعزیزیو دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہم قیام پاکستان سے یہ فلسطین کی حیات کرتے آئے ہیں، لیکن میں حقیقت پسندی اور زندگی حقائق

تھیں۔ عرب امارت اور سعودی عرب کے وزراء خارجہ نے اسکے پاکستان کا دورہ آیا اور اعلیٰ سیاسی و عسکری تیادوں سے ملاقا تھیں۔ ان ملاقاتوں کی اندر وہی کہانی یہ سامنے آئی کہ عرب دوستوں نے پاکستان پر واضح کیا کہ کشمیر پاکستان اور بھارت کے درمیان تمازج ہے، اسے مسلم اللہ کا مستحلب ہایا جائے۔

اس خبر کو اکٹھاف کے طور پر نہیں لیا جا سکتا یہ نکد و زیر خارجہ شاہ محمود قریشی اور فواد چودھری پہلے ہی پاکستانیوں کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے اور انہیں یہ بات اعلیٰ سلطنت کے رابطوں کے دروان کچھ آپنی تھی۔ وزیر اعظم عمران خان کی حکومت نے اسی لیے اس خبر پر رد نہ اتنا لیا اور وہی اس کی تردید کی ضرورت محسوسی کی گئی۔

بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کو اعلیٰ ترین سول اعزاز دیئے کے بعد امارتی وزیر خارجہ کا سعودی ہم منصب کے ساتھ پاکستان آنا اہم ہے۔ ایک تو زیردہ مودی کو ایوارڈ دیئے تاکہ اسکے ماتحت شخوں کے ہارے میں پاکستان میں رائے عامہ متاثر شکھی، وہ سری ہجدی تھی کہ یہ واضح کیا جائے کہ نریندر مودی کو ایوارڈ دیئے سے عرب امارت پاکستان کے ساتھ دشمنی کر رہا۔ تیسرا وجہ اسرائیل فلسطین تمازج پر امریکی صدر کے ذمیل آف دی سچری کے اجرائی تاریخ نام ترقیہ آتا ہے۔ فلسطین تمازج کو بھی کشمیر کے ساتھ ملا کر دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ فلسطین پر بھی عربوں کا موقف کشمیر کی طرح بدلتا ہے۔

پاکستان میں امارتی شخوں سے متعلق رائے عامہ تمازجے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی پہلے ہی ہموار کر رکھے ہیں۔ جہاں تک بات ہے دشمنی کا تاثر ختم کرنے کی تو یہ امارتی شخوں کی ضرورت بھی ہے اور بھروسی بھی۔ عالمی چانچی کے طور پر ایک خاورہ سفارت کاری کا حصہ ہے کہ اگر تم اپنے حریق کو شکست نہیں دے سکتے تو اس کے شرائیت دارین جاؤ۔

عرب امارت کوئی پیکے اور گواہ سے کتنی تھی پر خاش کیوں نہ ہو، یہ حقیقت ہے کہ بھن سی پیک سے پچھے ہیں گا اور نہیں گا اور منصوبے کو ناکام ہونے دے گا۔